مرزائی حقیقت کا اظہار

حضرت مولانا عبدالعلیم صدیقیؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مبسملاً وحامداً ومحمداً جل وعلا
ومصلیاً ومسلماً محمداً سلم اللہ علیہ وصلّی
الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ ، امابعد!

وجہ تحریر

ایک اشتہار بعنوان "حقیقت کا اظہار" نظر سے گزرا اگرچہ ایسی بے سروپا عامیانہ تحریر کے جواب کی نہ مجھے فرصت نہ حقیقتاً اس کی کوئی اشد ضرورت۔ مگر محض بدیں نیت کہ مبادا کوئی سادا لوح اس تحریر کے سبب غلط فہمی کا شکار ہو جائے۔ امر واقعہ کے اظہار کی ضرورت ہوئی۔ مشتہر صاحب وہی بزرگ ہیں جنہوں نے "روز مل سینما" کے مرزائی جلسے میں یہ بیان فرمایا تھا کہ انہوں نے میرے نام کوئی خط لکھا ہے جس میں مجھ کو مناظرہ کا چیلنج دیا ہے۔ میں بعض ثقہ حضرات کی اس روایت کی بناء پر منتظر تھا کہ وہ خط میرے پاس آئے تو چیلنج دینے والے صاحب پر ان کی خواہش کے مطابق بذریعہ مناظرہ بھی اتمام حجت کر دوں۔ مگر آج تک ان کے اس خط کے انتظار ہی انتظار میں رہا۔ اب اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ بھی لوگوں کو دھوکہ دینے اور اپنی بڑائی جتانے کے لئے ایک لغو حرکت تھی۔ جب ان کے مقتدیٰ جناب مرزا قادیانی، حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کو دعوت مناظرہ دینے اور ان کو مباہلہ پر مجبور کرنے کے باوجود لاہور نہ پہنچے اور بہانہ بازیاں کیں۔ مولوی ثناء اللہ کو پیش گوئیں کی پڑتال کے لئے قادیان بلایا اور منہ نہ دکھایا تو چیلے کے لئے اتنا جھوٹ بولنا کیا دشوار تھا۔ میں نے "مارشس" میں آتے ہی اعلان کر دیا تھا کہ جو شخص جس دینی مسئلہ کو سمجھنا چاہے میرے پاس "جامع مسجد پورٹ لوئیس" میں دس (۱۰) بجے صبح سے چار (۴) بجے سہ پہر تک کسی وقت آئے اور سمجھ جائے چنانچہ بحمدہ تعالیٰ اس عرصے میں روزانہ آنے والوں اور مسائل سمجھنے والوں کا اس قدر ہجوم رہا کہ مجھ کو خواب و خور کی بھی فرصت بدقت ملتی تھی۔ اسی سلسلے میں بہت سے مرزائی بھی آئے اور الحمدللہ کہ جو آئے میرے پاس سے نہ صرف لاجواب ہو کر بلکہ اطمینان پا کر ہی گئے ان میں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی وہ الحمدللہ تائب ہو کر جماعت مسلمین میں شامل ہوئے۔

روشن بھنو نامی ایک شخص نے یہ پیام بھیجا کہ وہ مع اپنے قریبی رشتہ دار اور چھ سات آدمیوں کے مجھ سے مل کر بعض مسائل کو سمجھنا چاہتا ہے اور اگر اس کا اطمینان خاطر ہو جائے تو مرزائیت سے تائب ہونے کے لئے تیار ہے اپنی بعض مصالح کے سبب جامع مسجد میں آنا نہیں

چاہتا بلکہ تروود وس میں جناب حاجی وزیر علی صاحب کے مکان پر آ سکتا ہے میں نے باوجود مشاغل کثیرہ یہ زحمت بھی گوارہ کی اور تقریباً تیس ۳۰ میل کا سفر کر کے وہاں بھی پہنچا روشن بھنو وہاں بجائے چھ سات کے پچاس ساٹھ آدمیوں کے ساتھ موجود تھا۔ میں نے اس سے کہا بسم اللہ تمہیں جو دریافت کرنا ہے۔ پوچھو۔ اس نے کہا میں خود کچھ نہیں دریافت کرتا بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے حافظ صاحب (انہی مشتہر صاحب) سے مناظرہ کریں اور ہم سنیں اور فیصلہ کریں۔

میں نے جواب دیا کہ یہ آپ کی خواہش ہے مگر وہ آپ کے حافظ صاحب بھی مناظرہ کیلیے تیار ہیں یا نہیں؟ اس لئے کہ میں تو عرصہ سے ان کے خط کے انتظار میں ہوں جس کا انہوں نے جلسہ "روزہل سینما" میں اعلان فرمایا تھا۔ میں آپ کی خواہش کے مطابق ان سے مناظرہ کے لئے بھی تیار ہوں بشرطیکہ وہ اپنا دستخطی اقراری خط میرے پاس بھیجیں جس میں یہ لکھیں کہ کن مسائل پر کن شرائط کے ساتھ کس وقت اور کہاں مناظرہ فرمانا چاہتے ہیں؟ ان کا خط آنے کے بعد میں ان شرائط پر غور کروں گا اور جب میری اور ان کی باہم رضا مندی سے شرائط مناظرہ تحریری طور سے طے ہو جائیں گے تو ان شرطوں کے مطابق مناظرہ کرلوں گا تا کہ ایک فیصل کن صورت آپ کے سامنے آجائے۔ اس کے جواب میں بھنو نے کہا کہ بہت اچھا آپ اپنی اس بات پر پکے رہیں کہ میں انہی کی دستخطی اقراری چٹھی جس میں سب شرطیں وغیرہ لکھی ہوں گی آپ کو خود پہنچاؤں گا۔ غالباً بھنو نے اس بات پر قسم بھی کھائی اور اس وقت رخصت ہوا۔ لیکن کئی ماہ گزر گئے آج تک وہ تحریر نہ آنی تھی نہ آئی۔ اس دوران میں کسی شخص عبدالرحیم اور بھنو نے مجھے لکھا کہ آپ فلاں جگہ فلاں وقت ہمارے حافظ صاحب سے مناظرہ کے لئے آئیے۔ میں نے اس کے اس وعدے کے بعد ایسے لغو خط کو ردی سمجھ کر پھینک دیا تھا مگر میرے بعض احباب نے مناسب سمجھ کر اس کو اس کا وعدہ یاد دلائیں شاید کے وہ بھول گیا ہو۔ چنانچہ انہوں نے دوبارہ بذریعہ رجسٹرڈ خطوط اس کو اس کے وعدے کے الفاظ یاد دلائے اور یہ بھی جتا دیا کہ اگر تم اپنے حافظ صاحب کی تحریر نہ بھیجو گے تو یہ سمجھا جائے گا کہ (مدعی ست گواہ چست) تمہارے حافظ صاحب مناظرہ سے گریز کرتے ہیں۔ مگر ان احباب کی ان تحریروں کا بھی اس پر کوئی اثر نہ ہوا۔

بالآخر برادر دینی اور یقینی شیخ عبدالرحیم صاحب کے مکان پر (جو اس سلسلے میں مع اپنے بڑے قبیلے کے مرزائیت سے تائب ہوئے ہیں۔) میں نے اپنے دوران وعظ میں اس کل مضمون اور رقعہ کا اظہار کرتے ہوئے یہ اعلان کیا کہ اب میں عنقریب اس جزیرے سے روانہ ہونے والا ہوں۔ مزید اتمام حجت کے لئے تمام مرزائیوں کو یہ سنا دینا چاہتا ہوں کہ اگر ان کے حافظ صاحب اپنے

اعلان کے مطابق مجھ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو چوبیں گھنٹوں کے اندر اندر وہ موعودہ خط میرے پاس بھیجیں اور مناظرہ کر لیں ورنہ ان کے اس جھوٹ کا سب پر اظہار اور ان کا مناظرہ سے فرار عالم آشکار ہو جائے گا۔ میں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ مرزائی احاطے کی دیوار کے پیچھے سے کسی پردہ نشین نے یہ بانگ بے ہنگام بلند کی کہ آپ جو کہہ رہے ہیں لکھ کر ہمارے پاس بھیج دیجئے تب ہم شرائط مناظرہ وغیرہ سب لکھ کر بھیجیں گے۔ میں نے اس کے جواب میں فوراً للکار کر کہا کہ یہ پردے کے پیچھے کون بولتا ہے؟ جس کو بولنا ہو سامنے آئے اور تمیز کے ساتھ جو بات کہنی ہو کہے۔ میری اس للکار کے بعد وہ آواز بند ہو گئی۔ بعض تجربہ کار احباب نے بعد جلسے بتایا کہ وہ آواز حافظ صاحب موصوف کی ہی تھی پھر میں نے صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں محبت کے ساتھ دین حق کی تبلیغ کر رہا ہوں مجھے ضرورت نہیں کہ کسی کو مناظرہ کا چیلنج دوں۔ ہاں اگر کوئی مجھ سے مناظرہ کرنا چاہے تو میں بسر وچشم اس کے لئے تیار ہوں۔ اگر مرزائیوں کو تحریری چیلنج دوں تو مجھے چاہئے کہ عیسائی، بدھست، سناتنی، آریہ سب کو ایسی ہی تحریر بھیجوں ورنہ ان کو باتیں بنانے کا موقع ملے گا۔ اس کے بعد میں چوبیں گھنٹے تک مرزائی حافظ صاحب کی تحریر کا منتظر رہا لیکن چوبیں گھنٹے کجا آج تک نہ وہ خط ہے نہ اس کی کوئی خبر۔

مناظرے سے مرزائی حافظ صاحب کا فرار اظہر من الشمس ہو گیا اور شاید خود ان کے فرقے کے لوگوں نے ان کو ان کے جھوٹے وعدے اور جھوٹے اعلان پر پھر میری تقریر کے دوران میں بولنے اور میرے بلانے کے باوجود سامنے نہ آنے پر شرمندہ کیا ہو گا اور ان کو یہ فکر دامن گیر ہوئی ہو گی کہ کہیں لگی لگائی روزی ہاتھ سے نہ جاتی رہے اس لئے اب قادیانی فنڈ کی آمدنی بھی برادرم شیخ عبدالرحیم کے تائب ہونے کے بعد کم ہو گئی تو مجبور ہو کر جناب حافظ صاحب نے اشک شوئی کے لئے وہی اشتہار بازی کا طریقہ اختیار کیا جو ہمیشہ مرزا قادیانی اور ان کے پیروؤں کا شعار رہا ہے تا کہ ادھر اشتہار کی سرخی میں میرا نام ہونے کے سبب ان کا اشتہار فروخت ہو آمدنی کی صورت نکلے اور ادھر مرزائیوں کو تسلی دینے کا بھی موقع ملے کہ ہم نے اور کچھ نہیں تو بے سروپا اشتہار ہی دے دیا۔ ان کو یہ تو یقین ہے کہ مسلمانان "مارشس" کے پاس کوئی اردو کا پریس نہیں۔ کاتب نہیں، پتھر نہیں، پھر جواب چھاپیں گے تو کیونکر؟ پھر میرے متعلق بھی یہ یقین ہو گیا کہ پابر کاب ہوں اور عدیم الفرصت۔ لہٰذا اس موقع کو غنیمت جان کر اشتہار چھاپا کہ اس بہانے سے مرزائیوں پر رعب جم جائے اور یہ کہنے کا موقع ملے کہ دیکھو ہمارے اشتہار کا کسی نے جواب نہ دیا۔ مگر انہیں معلوم ہو جانا چاہئے کہ الحمد للہ خدام دین خاتم النبیین ﷺ ہر خدمت دین کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے ہیں چنانچہ ان کی تحریر کا جواب بھی حاضر ہے۔ وھو ھذا

۱...... مرزائی حقیقت کا اظہار

میں یقیناً اسی اصول حکمت سے کام لے کر جس کی ہدایت قرآن حکیم نے فرمائی بہت محبت کے ساتھ بے دینوں کو اسلام کی طرف بلاتا ہوں اور بمنہ تعالٰی کامیاب ہوتا ہوں نہ کسی پر حملہ کرتا ہوں نہ کسی کا دل دکھاتا ہوں جس کا عملی ثبوت اسی سے مل سکتا ہے کہ جزیرہ بھر کے ہر اس پبلک جلسے میں جہاں میں نے تقریر کی ہمیشہ کثرت کے ساتھ غیر مسلم حضرات شرکت فرماتے رہے اور ہر فرقے کے افراد میرے طرز کلام کی داد دیتے ہوئے رخصت ہوئے حتیٰ کہ واکوائے کے ایک جلسے میں تو ایک پادری صاحب نے بے ساختہ ایسی بینظیر مختصر تقریر فرمائی جو ان کے اسلام سے قریب تر ہونے پر دلالت کر رہی تھی۔ دوسرے ایک انگریز رئیس نے بہت مناسب الفاظ میں طرز تقریر کی داد دیتے ہوئے اس کی تائید کی۔ نیز یہ بھی ظاہر ہے کہ انہی تقریروں سے متاثر ہو کر اس وقت تک تقریباً پچاس آدمی مشرف بہ اسلام ہو چکے ہیں۔ ہاں چونکہ کفر مرزائیت سے تائب ہونے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ یہی حافظ صاحب پر شاق۔ تو اس کا میرے پاس کوئی علاج نہیں۔ میں نے تو ہرگز ہرگز کبھی کسی پر حملہ نہیں کیا۔ ہاں جب مرزائیوں کی طرف سے مناظرہ کی چٹھی کی جھوٹی خبر گرما گرمی کے ساتھ مشہور کی گئی تو مجبور ہوا کہ کھلے طور پر لوگوں کو مرزائیت کی حقیقت سے آگاہ کر دوں۔ اس سلسلے میں بھی جو الفاظ حافظ صاحب کو گراں گزر سکتے ہیں وہ میرے نہیں بلکہ خود مرزا قادیانی کے ہی کلمات ہیں۔ میں صرف ان کا دہرانے والا ہوں۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیے۔

۱...... محمدی بیگم سے نکاح اور اس کے شوہر کے انتقال کی پیش گوئی کے متعلق جناب مرزا قادیانی ارشاد فرماتے ہیں کہ:

الف...... ”اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)

ب...... ”یہ تمام امور جو انسانی طاقت سے بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔“ (شہادت القرآن ص۷۵، خزائن ج۶ ص۳۷۵)

ج...... ”اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔“ (حاشیہ انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱)

د...... ”برائے صدق خود یا کذب خود معیاری گردانم“ (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ ص۲۲۳)

یہ ظاہر ہے، دنیا کو معلوم ہے کہ یہ پیش گوئی پوری نہ ہوئی اس نکاح کی حسرت اور اپنی

مطلوبہ کا داغ مفارقت مرزا قادیانی دل ہی میں لے کر مر گئے۔ پس اب مرزائی صاحبان ہی فیصلہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی اپنے قول کے مطابق بد سے بدتر کاذب اور جھوٹے بنے یا نہیں؟

۲...... پھر ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے جب مرزائیت سے توبہ کرنے کے بعد یہ پیش گوئی فرمائی کہ: "صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا یعنی تین سال کے اندر میرے سامنے مرزا قادیانی مرجائیں گے۔" (اعلان الحق ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء)

اس کے جواب میں جناب مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار مجریہ ۱۶ر اگست ۱۹۰۶ء میں تحریر فرمایا کہ خدا صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھائے گا۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ شریر اور مفتری کے سامنے صادق اور مصلح فنا ہو جائے۔ یہ کبھی نہیں ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم خان کی پیش گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۵۹)

دنیا کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی اس پیش گوئی کی میعاد یعنی ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو ہیضہ کی اس وبائی بیماری میں جو بقول مرزا قادیانی ان کے مخالفوں کے لئے بصورت عذاب آئی تھی خود مبتلا ہوئے۔ (لاہور میں مرے اور قادیان میں دفن کئے گئے)

اب فیصلہ حافظ صاحب اور ان کے رفقاء ہی فرمائیں کہ مرزا قادیانی بقول خود میعاد پیش گوئی کے اندر ذلت اور لعنت کی موت سے مرے اور ان کے مرنے سے صادق اور کاذب کا فرق ظاہر ہوا یا نہیں؟ میں نے اپنی طرف سے کبھی ان کی شان میں کبھی کوئی سخت کلمہ نہ استعمال کیا اور نہ یہ میری عادت ہے۔ اگر مرزا قادیانی کے ان جملوں میں ان پر سخت سے سخت حملے ہیں تو ان کے ذمے دار خود مرزا قادیانی ہیں نہ کہ میں۔ اگر کوئی مرزائی ان سے کسی طرح جواب طلب کر سکتا ہے تو ضرور کر لے، میرے حقیقی اعتراض یا بقول حافظ صاحب سخت سے سخت حملے اگر تھے تو یہی۔

مگر میں نے حافظ صاحب کی (نمبر اول) یک رخی دو ورقی اور (نمبر دو) دورخی دو ورقی کو اول سے آخر تک پڑھا۔ ان اعتراضوں کا جواب کہیں بھی نظر نہیں آیا ہاں میری تقریر کے بعض حصص پر اپنی کج فہمی کے سبب قطع و برید کرتے ہوئے اپنے خیال ناقص کا اظہار فرمایا ہے اور جو سوالات اس میں کئے اور جو توجیہیں بیان کیں ان میں صرف اپنے مرزائی سرغناؤں کی نقالی کی ہے جس کے جواب علمائے اسلام کی طرف سے بارہا دیئے جا چکے ہیں اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکے۔ تاہم شاید نادیشس کے لوگوں کی نظر سے کمتر گزرے ہوں۔ لہٰذا یہ دیکھتے ہوئے کہ حافظ صاحب کی تحریر طویل میں بار بار ایک ہی بات کا تکرار ہے۔ مختلف عنوانوں کے ماتحت مختصراً عرض کئے دیتا ہوں شاید کہ اس سے بھی کوئی ہدایت پا جاوے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب

میں نے ابتدائے کلام ہی میں یہ کہہ دیا تھا کہ جماعت حقہ اسلام میں کوئی تفرقہ نہیں ما انا علیہ واصحابی ایک ہی راہ ہے۔ حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی فرقے نہیں، سب اسی ایک راہ پر چلنے والے ہیں اور یہی وہ سواد اعظم ہے جس کے لئے ارشاد کہ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار (رواہ ابوداؤد) تم سواد اعظم کی پیروی کرو کیونکہ جو اس سے علیحدہ ہوا، جہنم میں گیا۔ اسی سواد اعظم کو حضور ﷺ نے جماعت فرمایا اور ان اللہ لا یجمع امتی (او قال) امتی علیٰ ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار۔ فرمایا یقیناً اللہ میری امت کو (یا یوں فرمایا) کہ امت محمد ﷺ کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو علیحدہ ہوا جہنم میں گیا۔

اب اگر مرزائی اجماع امت کے خلاف نئے نئے عقیدے تراش کر اس سواد اعظم وجماعت مسلمین سے الگ ہوں تو وہ اپنا مقام دیکھ لیں۔ حدیث میں بتا دیا گیا ہے۔ معمولی عقل والا انسان بھی اتنی سی بات کو سمجھ سکتا ہے۔ کہ جماعت کا لفظ تیں کروڑ انسانوں کے گروہ پر صادق آسکتا ہے یا گنے چنے چند مرزائی افراد پر؟

حدیث العلماء ورثۃ الانبیاء میں بھی اس سواد اعظم کے علماء کی شان کا اظہار۔ ہاں وہ بے علم مدعیان علم ہے۔ جو اس سواد اعظم سے الگ ہوئے اور ذاتی اغراض کے لئے شرارتیں پھیلاتے ہوئے اپنی اپنی ٹکڑیاں بناتے ہیں۔ شر من تحت ادیم السماء کہلائے۔ اس حدیث کے مصداق کچھ حافظ صاحب کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، مرزائی فرقہ میں بآسانی وہ ان سے ملاقات فرما سکتے ہیں۔ میں نہ کوئی نئی راہ بتاتا ہوں نہ نیا دین سکھاتا ہوں نہ اپنا کوئی نیا فرقہ بناتا ہوں، صرف اسی ما انا علیہ واصحابی والی راہ کی طرف بلاتا ہوں اور یہی سکھاتا ہوں کہ قرآن کریم وحدیث شریف کے معانی میں مدعیان الہام کے خود تراشیدہ الہام کو دخل نہ دیا جائے بلکہ ان کے وہی معنی سمجھے جائیں جو حضور خاتم النبیین ﷺ نے سمجھے اور اپنے صحابہ کو سمجھائے اور انہوں نے بتسلسل ہم تک پہنچائے۔

حافظ صاحب لکھتے ہیں کہ "انبیاء کے وارث علماء کوئی خاص لوگ ہیں۔" اور پھر اس کی تشریح فرماتے ہیں کہ ملہم آدمی خدا سے علم پا کر بولتا ہے اور اس کی مزید توضیح کہ العلماء سے مراد مجددین ملہمین ہیں نہ کہ عام مولوی۔ یہ حافظ صاحب کی خودرائی ہے، نہ کہیں قرآن کریم میں اس کا ذکر نہ حدیث شریف میں اس کا بیان۔ الف لام کے متعلق یہ تو تحریر فرمایا کہ اسی بات کو ظاہر کرتا ہے

مگر یہ نہ لکھا کہ کیوں؟ اگر صرف ونحو پڑھی ہوتی۔ اقسام الف لام کا علم ہوتا تو لکھتے کہ الف لام کیسا ہے؟ اگر عربی تک نہیں پڑھی تو اب تو اردو زبان میں بھی عربی صرف نحو کی کتابیں چھپ گئی ہیں۔ انہی میں دیکھ لیا ہوتا۔ پھر کہیں کتاب وسنت کا یہ حوالہ بھی دیا ہوتا کہ بعد خاتم النبیین ﷺ کسی مدعی الہام کا الہام حجت شرعی بھی ہے۔

مجددین اور الہام

مجدد کی حدیث حافظ صاحب نے تحریر تو فرمائی۔ اس کے الفاظ کی ترتیب میں ایسا بیہودہ تصرف بھی کیا اور لکھا کہ رأس مائۃ کل سنۃ۔ جس کی غلطی ایک ادنیٰ متعلم عربی بھی بتا دے۔ مگر معنی میں کچھ تصرف کر کے بھی یہ نہ دکھایا کہ وہ مجدد ملہم ہوں گے اور ان کا علم شرعی حجت بھی ہوگا۔

پھر تعجب کہ اس دو ورقی کی چند سطروں ہی میں اتنا تناقض

اوّل...... لکھتے ہیں کہ العلماء سے وہ لوگ مراد ہیں جو معرفت الٰہی کا کامل علم رکھتے ہیں۔

دوم...... کامل معرفت صرف الہام سے ہوتی ہے۔ ان کا نتیجہ یہ نکلا کہ العلماء سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو الہام ہوتا ہے یعنی جنہیں الہام نہیں ہوتا وہ العلماء میں داخل نہیں اور انبیاء کے صحیح وارث نہیں۔

سوم...... پھر آگے چل کر فرماتے ہیں کہ جو مولوی ان الہام اپنے والے مجددین کے ساتھ شامل ہوں گے وہ بھی ان مجددین کے طفیل صحیح علم کے وارث ہوں گے۔ یعنی بغیر الہام کے صرف مجددوں کے طفیل میں بھی صحیح علم کے وارث ہو جائیں گے۔

ذرا اپنے جملوں پر نظر ڈال لیجے کہ ایک دوسرے کا الٹا ہے یا نہیں؟

پھر تعجب اور سخت تعجب ہے کہ مجددین کے ساتھ شامل ہونے اور مجددین کے طفیل سے تو

۱؎ آپ الف لام عہد ذہنی کا مراد لے سکتے ہیں تو ظاہر ہے اس کا معہود علماء دین مصطفیٰ ﷺ ہیں کیونکہ وہ بین المتکلم والسامع متعین ومعروف ہیں اور وہی وارث ہو بھی سکتے ہیں۔ کیونکہ وارث اس کو کہتے ہیں جو اپنے مورث کا ترکہ پائے اور حضور ﷺ کا ترکہ علم دین ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہے تو یقیناً وارث کے مصداق علماء دین ہوئے اس کا انکار حدیث زیر بحث کی تحریف۔ اور حدیث لا نورث دینارا ولا درهما کا انکار ہے اور ملہمین تو کسی طرح مراد ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ مسبوق الذکر نہیں جو معہود خارجی قرار دیئے جا سکیں۔ نہ سامع ومتکلم کے درمیان معروف ومعہود کہ بطریق عہد ذہنی مراد ہو سکتے۔ یہ کہاں کی صدائے بے ہنگام اور تحریف باطل اور ملہمین وارث کا مصداق بھی نہیں ہو سکتے کہ نئے الہامات نبوت کا ترکہ کب ہیں؟ حضور ﷺ کا ترکہ تو کتاب وسنت ہے جیسا کہ خود حدیث شریف میں وارد ہوا۔

صحیح علم کے وارث ہو جائیں اور سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی صراط مستقیم پر چلنے میں ان کے ساتھ شامل ہونے اور ان صاحب وحی و کتاب کے طفیل ان سے صحیح علم بہ تسلسل روایت لینے کے بعد بھی صحیح علم کے وارث نہ بنیں اور العلماء میں داخل نہ ہو سکیں اور خطرے میں رہیں۔

بریں عقل ودانش بباید گریست

آیت قل ھذہ سبیلی ادعوا الیٰ اللہ علیٰ بصیرہ انا ومن اتبعنی کو پیش کرتے ہوئے اس کا من گھڑت ترجمہ کرنا اور من اتبعنی کو صرف صحابہ تک محدود کرتے ہوئے بارہ سو برس کے لئے تبلیغ کے دروازہ کو بند سمجھنا۔ اس لئے کہ اس عرصہ دراز میں کسی مجدد نے یہ دعویٰ نہ کیا کہ میرا الہام حجت شرعی ہے اس کو مانو اور جو اس کو نہ مانے گا وہ کافر ہوگا۔ بقول حافظ صاحب اس لئے کوئی عالم بھی صحیح علم کا وارث نہ بنا اور حق پر نہ رہا تو ان کے تبلیغ دین کرنے سے جو مسلمان ہوئے بقول حافظ صاحب وہ بھی حق پر نہ ہوئے۔ غرض اس طرح صرف مرزائی جماعت کے حق پر ثابت کرنے کے لئے حافظ صاحب کا بارہ سو برس کے تمام مسلمانوں کو (معاذ اللہ) حق پر نہ ہونے کا حکم لگا دینا اور صرف مرزائی مبلغین کو اس کا مصداق بنانا ویسی ہی خود رائی ہے جس کے لئے سرکار دو عالم ﷺ کا ارشاد ہو رہا ہے کہ جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی اس کو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ مرزائی صاحبان آریوں اور عیسائیوں کو تو کیا مسلمان بنائیں گے۔ مرزا قادیانی کے زمانہ اور اس کے بعد کے مسلمانوں پر خود مرزا قادیانی اور ان کے بلند اقبال صاحبزادہ نے کفر کا حکم لگایا تھا۔ صاحبزادے کے شاگرد حافظ صاحب استاد سے بھی آگے بڑھے اور انہوں نے پہلوں پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ حافظ صاحب نے اشتہار بازی کی جرأت تو کی مگر جہالت کا یہ عالم ہے کہ مذکر و مؤنث کی تمیز نہیں، طائفہ کے لئے لایزال لکھ رہے ہیں۔ پھر حدیث شریف میں خیانت اور بددیانتی اس درجہ دجل و فریب کا یہ عالم کہ صرف ایک جملہ اپنے مزعومہ مطلب کو خواہ مخواہ ثابت کرنے کے لئے نقل کر دیا۔ بعض کو ماننے اور بعض کے ساتھ کفر کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ اول و آخر کو لکھا ہی نہیں۔ اس لئے کہ ان جملوں کو لکھتے تو مرزائیت کا سارا پول کھل جاتا اور مدعیت نبوت کا کذاب ہونا حدیث نبوی ﷺ سے ظاہر ہو جاتا کیونکہ حضرت ﷺ فرماتے ہیں۔ ''سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انه نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی ولا تزال طائفة من امتی علیٰ الحق ظاھرین لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ (مسلم، ترمذی، ابوداؤد)'' میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہونے والے ہیں ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین

ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ میری امت میں ہمیشہ ایک گروہ حق پر رہے گا اور غالب رہے گا اس کے مخالف اسے ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ یہاں تک کہ خدا کا حکم یعنی قیامت آجائے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

اس حدیث نے صاف بتادیا اور پہلے جملے کے معنی نے بالکل کھول دیا کہ یہی گروہ علماء و مجددین، وحی والہام خاتم النبیین پر قائم رہیں گے۔ اپنے الہام کو شرعی حجت نہ بنائیں گے۔ مرزا قادیانی کی طرح نبوت کا دعویٰ کرنا اور اپنے مفروضہ الہام کو وہی درجہ دینا جو قرآن کریم کا ہے، جھوٹوں کا شیوہ ہے۔

اب مرزا قادیانی کو آپ اسی کسوٹی پر پرکھ لیجئے کہ:

الف...... انہوں نے نبوت ورسالت کا کھلا ہوا دعویٰ کیا کہ: "ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔" (ملفوظات ج۵ ص ۴۴۷)

ب...... "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں نبی بھیجا۔"

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

آپ انہیں غیر تشریعی اور ناقص نبی سمجھتے ہیں تو ان کے نزدیک بھی بے ایمان ہیں۔ اس لئے کہ وہ تو صاف لکھتے ہیں:

۱...... "جس نے اپنی وحی کے ذریعے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہوگیا۔ پھر اپنی وحی میں امر اور نہی کی مثال دے کر آگے لکھا کہ:

۲...... "اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔"

(اربعین ص ۴، ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵)

کہئے اب بھی تشریعی نبوت کے دعویٰ میں کیا کچھ کسر رہ گئی؟ پھر ابھی اور آگے بڑھے۔ اپنی وحی کو قرآن کریم کے جیسا بتایا۔

انچہ من بشنوم ز وحی خدا
بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآن منزہ اش دانم
از خطاھا ہمیں است ایمانم

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

پھر اپنے آپ کو سب تشریعی و غیر تشریعی نبیوں کے برابر ٹھہرایا۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم ز کسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقیں
ہر کہ گوید دروغ است ولعیں

(نزول المسیح ص ۱۰۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۸)

بلکہ اپنے آپ کو صاحب شریعت اولوالعزم رسول حضرت عیسیٰ بن مریم سے تو صاف طور پر بہتر بتایا۔ ان کا مشہور شعر ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

کیا اس تیرہ سو برس کے کسی مجدد نے، کسی سچے عالم نے ایسا دعویٰ کیا؟ اپنے الہام کو ایسی حجت بتایا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ پس مرزا قادیانی کے تو دعوے ہی ان کی تکذیب کی بڑی دلیل ہیں۔ آپ کہیں ان کی مجددیت کا راگ الاپتے ہیں۔ کہیں امامت کا ذکر کرتے ہیں۔ آگے چل کر نبوت ورسالت غیر تشریعی کا حکم لگاتے ہیں، پھر ان کو فی الجملہ تشریعی بھی مانتے ہیں اس لئے کہ ان کے نہ ماننے والوں کو کافر اور باطل پر ٹھہراتے ہیں۔

ایک عالم فیصلہ کر چکا اور مارشس کے مرزائی بھی عنقریب کر لیں گے۔ مرزا قادیانی تو اپنے قول سے خود کفر کے دام میں پھنس چکے ہیں اب وہ کہاں نکل کر جاتے ہیں۔ مجددیت وامامت ونبوت کا ذکر تو بعد میں کیا جائے پہلے ان کے ہوا خواہ ان کو کفر کے گڑھے سے تو نکالیں، اگر نکال سکتے ہیں۔ باقی آئندہ۔ (عبدالعلیم الصدیقی القادری)

نوٹ...... قادیانی مبلغ حافظ صاحب نے اپنے فرقے کو حق پر ثابت کرنے کے لئے یہ آیت لکھی ہے: ”قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ انا ومن اتبعنی“ اور اس آیت کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ اے محمد ﷺ! تو اعلان کر دے کہ میرا اور میرے صحابہ کا طریقہ یہ ہے کہ ہم سب علیٰ بصیرت تبلیغ کا کام کرتے ہیں۔ قادیانی نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے آیت کے معنی میں تحریف کی اور من اتبعنی کا ترجمہ (میرے صحابہ) کیا باوجود یہ کہ اس کے صاف معنی یہ تھے کہ جس نے میرا اتباع کیا اس میں صحابہ کرام بھی داخل تھے۔ تابعین بھی تبع تابعین بھی، قیامت تک آنے والے تمام مسلمان فرمانبرداران رسول ﷺ بھی۔ مگر قادیانی مبلغ نے دیکھا کہ بھی

ترجمہ کیا جائے تو آیت سے صاف طور پر ثابت ہوگا کہ حق پر صرف اہلسنت وجماعت ہیں۔ جن کا دین اتباع رسول ﷺ ہے اور وہ قرآن وحدیث چھوڑ کر کسی مدعی الہام کے امتی بننا گوارا نہیں کرتے۔ لیکن تماشا یہ ہے کہ اس تحری سے بھی انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ بلکہ یہ نتیجہ نکلا کہ مرزا قادیانی بھی گروہ حق سے خارج ہیں۔ کیونکہ وہ صحابی نہیں اور قادیانی صاحب کے نزدیک آیت میں من اجتبٰی سے صرف صحابہ مراد ہیں تو جب مرزا اہل حق سے خارج تو اس کے متبعین کس طرح اہل حق بن گئے۔ آیت کے معنی میں تحریف کر کے بھی مرزائی گروہ باطل ہی میں ہے۔ علاوہ بریں مرزائی مبلغ نے اہل حق صرف ملہمین کو مانا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ یہ خیال تراشیدہ طبع اور زائیدہ فکر مرزائیت ہے اور قرآن وحدیث میں اس کا کہیں ثبوت نہیں۔ بلکہ کثیر آیات واحادیث کے خلاف ہے۔ یہ تعجب خیز ہے کہ مرزائیوں کے حق پر ہونے کی دلیل مرزا ہی کا دعویٰ الہام قرار دیا جائے اور یہ دلیل ان کے سامنے پیش کی جائے۔ جو مرزا کو مومن اور مسلم بھی نہیں مانتے تو وہ ملہم من اللہ کیسے تسلیم کریں گے۔ یہ کہاں کی منطق ہے کہ مخالف کے سامنے اپنے اعتقادات کو دلیل بنا کر پیش کر دیا جائے۔ زیادہ تعجب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے الہام نسبت محمدی بیگم وغیرہ کے دیکھنے کے بعد بھی مرزائیوں کی غیرت مرزا کے الہام کا نام لینا گوارہ کرتی ہے۔ شرم۔ شرم۔ شرم...... اگر محض دعویٰ الہام کسی کو حق پر ثابت کر سکتا ہو تو بابی، بہائی وغیرہ صدہا گمراہ فرقے الہام کے مدعی ہیں۔ مرزائی ان سب کو حق پر مانیں۔

مبسملاً وحامداً ومحمداً جل وعلا
ومصلیاً ومسلماً محمداً سلم اللہ علیہ وصلّٰی

۲...... مرزائی حقیقت کا اظہار

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے کفر کا فتویٰ خود دے چکے

علمائے اسلام مرزا قادیانی سے ان کے اسلام کا ثبوت کیوں نہ طلب کریں جبکہ مرزا قادیانی اپنے کافر وکاذب ولعنتی ہونے کا فتویٰ خود اپنے قلم سے دے رہے ہیں۔ اس سے قبل ناظرین نے مرزا قادیانی کے نبوت تشریعی بلکہ دوسرے انبیاء سے برابری بلکہ ان سے بہتری کے دعوے تو ملاحظہ کئے۔ اب ایسے دعویٰ کرنے والے کے متعلق علمائے اسلام کے سامنے لاجواب ہو کر مرزا قادیانی نے جو فتوے دیئے۔ وہ بھی دیکھئے اور فیصلہ کیجئے کہ ان دعووں کے بعد اپنے ان فتووں کے مطابق وہ کیا ہے؟

۱...... بجواب حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوریؒ جناب مرزا قادیانی علیہ ما علیہ اپنے

اشتہار مورخہ ۲۰ رشعبان ۱۳۱۴ھ میں شائع کرتے ہیں: "ان پر واضح رہے کہ ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷)

۲...... اشتہار مجریہ ۲ ر اکتوبر ۱۸۹۱ء میں علمائے دہلی کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"(میں) سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰)

ایک طرف مرزا قادیانی خود اپنے ہی ان فتوؤں کی رو سے کافر، کاذب اور ملعون بنے اس لئے کہ نبوت کا دعویٰ اظہر من الشمس۔ دوسری طرف انہوں نے تمام ان مسلمانوں پر جو مرزا قادیانی کو نبی و مسیح و مہدی و مجدد وغیرہ نہ مانیں، کفر کا فتویٰ دیا اور انہیں کافر کہا۔ چونکہ قرآن و حدیث میں کہیں بھی مرزا قادیانی پر ایمان لانے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس لئے اس فتوے کی رو سے کوئی مسلمان تو کافر نہ ہوا، ہاں بحکم حدیث وہ کفر بھی کروڑوں نہیں۔ بلکہ ان گنت مسلمانوں کی طرف سے خود مرزا قادیانی ہی پر لوٹا۔ تو اب مرزا قادیانی جس جماعت کے بھی امام[1] بنیں اس کا شمار کفار میں ہی ہوسکتا ہے۔ مسلمانوں کی جماعت سواد اعظم سے تو وہ پہلے ہی اپنے آپ کو الگ کر چکے۔ چنانچہ اس کفر کا اظہار مختلف صورتوں میں مرزا قادیانی کے چیلوں کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔

خاتم النبیین ﷺ

پرستاران مرزا قادیانی نے حدیث لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کے معنی میں تحریف کرنے کے لئے طرح طرح کے حیلے نکالے مگر یہ جرأت آج تک کسی کو نہیں ہوئی تھی کہ لا الٰہ الا اللہ کے معنی کو بھی بدلے اور مندروں اور گرجاؤں کے بتوں کو بھی معبود قرار دے مگر چونکہ ماریشس کے مرزائی حافظ جی کو علم سے کوئی علاقہ ہی نہیں اس لئے لے دے کر پورے اشتہار میں اپنی طرف سے اگر کوئی بات نکالی تو وہ بھی ایسی نرالی جو مرزا قادیانی کے حمایتی تو کجا خود مرزا قادیانی کو بھی کبھی نہ سوجھی تھی۔ جناب حافظ صاحب مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرنے میں اس درجہ حد سے گزرے کہ لا الٰہ الا اللہ میں بھی لا کو صرف کمال کی نفی کرنے والا قرار دے کر یہ مان

[1] مرزائی مبلغ نے اپنے فرقہ کے حق پر ہونے کی دلیل بیان کی کہ وہ ایک شخص کو امام اور ملہم مانتے ہیں۔ یہ کس قدر قابل مضحکہ بات ہے کسی قوم کی وہمیات یا اعتقادات ان کے حق پر ہونے کی دلیل ہوسکتے ہیں تو دنیا میں کوئی فرقہ باطل پر نہ ہو۔ رافضی، خارجی، بہائی، بابی بلکہ ہنود، مجوس کون اپنا پیشوا ملہم نہیں مانتا تو مرزائیوں کے نزدیک یہ سب حق پر ہوئے۔ پس مرزائی بھی انہیں کے زمرے میں ہوں گے۔

بیٹھے کہ اللہ کے سوا بت خانوں اور گرجاؤں میں دوسرے (معبود بھی) موجود ہیں۔ اگر چہ وہ ایسے کامل نہ سہی جیسا کہ اللہ، مگر بقول حافظ صاحب معبود تو ضرور ہیں۔ (معاذ الله من ذالك)

مشرکین مکہ بھی تو اپنے بتوں کو اللہ کے برابر یا اللہ کے جیسا کامل معبود نہ مانتے تھے۔ بلکہ اللہ سے کم درجے کا ہی معبود گردانتے تھے اور اسی جرم کے سبب اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کو مشرک کہا۔ موجودہ زمانہ کے بت پرست بھی تو یہی کہتے ہیں کہ معبود حقیقی تو وہی خدا ہے۔ اس سے کم درجہ کے معبود یہ بت بھی ہیں۔

پس اب سوچئے کہ جناب مرزائی حافظ صاحب اور دوسرے بت پرست مشرکین میں کیا فرق رہا؟ حد سے گزرنے کی یہی سزا ہے کہ اول کافر بنے پھر مشرکین کے گروہ میں شامل ہوئے۔ جب کسی کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے تو اس کا یہی حال ہوتا ہے۔ اسلام نے جو کلمہ سکھایا اس میں سب سے پہلے ہر مسلم کو یہی بتایا کہ حقیقی، مجازی، کامل، ناقص کسی صورت کسی قسم کا کوئی وجود "الٰہ (معبود)" کہے جانے کا مستحق سوائے اللہ کے ہے ہی نہیں۔ لا الٰہ الا اللّٰہ میں لائے جنس الٰہ غیر اللہ کی نفی کرتا ہے اور اس کلمہ کا ترجمہ یوں ہوتا ہے۔ "اللہ کے سوا کوئی معبود ہے ہی نہیں۔"

سچے مسلمانوں کا تو یہی عقیدہ ہے کہ جس طرح خدا کے سوا وہ تمام بت یا دوسری چیزیں جن کی پوجا کی جاتی ہے جھوٹے اور کسی طرح معبود کہے جانے کے مستحق نہیں، اسی طرح بموجب حدیث لا نبی بعدی حضور نبی اکرم ﷺ کے بعد جو شخص بھی نبوت ورسالت پانے اور نبی بننے کا دعویٰ کرے وہ ایسا ہی جھوٹا نبی اور جھوٹا رسول ہے جیسے وہ بت جھوٹے ہیں۔

آنے والے عیسیٰ مسیح بن مریم علیہما السلام
جن کی خبر قرآن عظیم واحادیث میں دی گئی

وہ مسیح بن مریم علیہ السلام جن کے تشریف لانے کی خبر قرآن عظیم واحادیث شریفہ میں دی گئی ہے، نہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد نبی بنیں گے۔ نہ یہ دعویٰ فرمائیں گے کہ مجھے اب نبوت ورسالت ملی۔ بلکہ یہ وہی مسیح بن مریم علیہ السلام ہوں گے جو حضور اکرم ﷺ سے پہلے نبی بن چکے اور نبوت ورسالت پا چکے وہی بذات خود دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی خدمت خلافت بجالائیں گے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو حدیث نبوی ﷺ: "عن ابی هريرة ان النبی ﷺ قال الانبياء اخوان العلات امهاتهم شتی ودينهم واحد وانی اولی الناس بعيسیٰ بن مريم لانه لم يكن بينی وبينه نبی وانه خليفتی علیٰ امتی وانه نازل فاذا رئيتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة

والبياض عليه ثوبان ممصران كان راسه يقطر وان لم يصبه بلل فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويدعوا الناس الى الاسلام ويهلك الله فى زمانه الملل كلها الا الاسلام (الىٰ ان قال) فيمكث اربعين سنة ثم يتوفىٰ ويصلى عليه السلمون ويدفنونه (اخرجہ ابن ابی شیبہ واحمد وابوداؤد وابن جریر وابن حبان عن ابی ہریرۃ)" مرزائی دلائل کے خرمن پر یہ حدیث بجلی کا کام کررہی ہے اس لئے کہ اس میں حضور اکرم ﷺ نے صاف لفظوں میں بتادیا کہ تشریف لانے والے، نازل ہونے والے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام وہی نبی ہیں جو مجھ سے پہلے نبی بن کر آچکے اور میرے اور ان کے درمیان کوئی اور نبی نہیں ہوا، وہی میری امت پر میرے خلیفہ بن کر تشریف لائیں گے۔ ان کا حلیہ بھی بتادیا اور کام بھی سنادیا۔

صحیح مسلم کی وہ حدیث جس کا حوالہ حافظ جی نے دیا وہ انہی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق ہے نہ غلام احمد بن گھسیٹی کی بابت، ان پرانے نبی عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے آنے سے لا نبی بعدی کی حدیث میں تاویل کی ضرورت، نہ کسی دوسری حدیث سے تطبیق کی حاجت۔ اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور بہ شان خلافت خاتم نبوت ہوگا، نہ برائے اعلائے اظہار نبوت ورسالت۔ کتمان حق مرزائیوں کی عادت، اہل سنت کو اس حرکت سے سخت نفرت، قرآن کریم کی کسی آیت میں رب نے ہرگز ہرگز یہ خبر دی ہی نہیں کہ کسی نبی کی غلامی سے نعمت نبوت ودیعت کی جاتی ہے۔ حافظ جی کا قرآن عظیم پر کھلا افتراء ہے۔ جس کی سزا ان شاء ربی روز جزا مل جائے گا۔

حافظ جی کا لا فتىٰ الاعلىٰ کے قول اور اذا هلك كسرىٰ فلا كسرىٰ بعده.....الخ کی حدیث میں جو لا ہے۔ اس کو لا الہ الا اللہ اور لا نبی بعدی کے لا پر قیاس کرنا ایسی کھلی ہوئی جہالت ہے جس کو کوئی اہل علم تو کجا ایک معمولی صرف ونحو جاننے والا بچہ سننے کا بھی روادار نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ اس کو خبر ہوگی کہ لا کتنی قسم کا ہوتا ہے؟ اور ہر قسم کی پہچان کے لئے کیا کیا قواعد ہیں؟ پھر یہ تو ایک معمولی اردو زبان میں تاریخ پڑھنے والا بھی جانتا ہوگا۔ کہ اگر لا کسرىٰ اور لا قیصر کے کلمات میں بھی لا کے معنی وہی لئے جائیں تو بھی واقعات کے خلاف نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ یقیناً مخبر صادق کے ارشاد کے مطابق کسریٰ کے کسرویت کا خاتمہ ہو ہی گیا۔ قیصر بھی ملک شام سے بھاگا اور اقلیم شام اس کے نام سے پاک ہوئی، اب نہ وہ کسرویت رہی نہ قیصریت۔ بادشاہ ہونا دوسری چیز ہے اور کسریٰ وقیصر کے القاب مخصوص دوسری چیز۔ حافظ جی کو عربی زبان سمجھنے کا سلیقہ تو کہاں سے ہوگا۔ کسی جاننے والے سے فتح الباری شرح بخاری میں اس کی تفصیل کا ترجمہ سن لیں تو ان کو کسریٰ وقیصر کے خاتمہ کا حال معلوم ہوجائے گا۔

حضور خاتم النبیین ﷺ کے اخبار بالغیب کے مطابق اس امت میں جھوٹے مدعیان نبوت ہمیشہ آتے رہے ہیں اور آتے رہیں گے۔ چونکہ حدیث لا نبی بعدی ان سب مدعیوں کے دعوؤں کا رد کرنے کے لئے سد سکندری کا کام دیتی ہے۔ اس لئے اس حدیث کے معنی میں تحریف پر ہر مدعی نبوت نے توجہ کی۔ ایک شخص نے اپنا نام ہی لا رکھ لیا جس کسی نے اس حدیث سے اس کا رد کیا تو کہنے لگا کہ یہ حدیث سچی ہے مگر تمہیں پڑھنی نہیں آتی۔ اس کو اس طرح پڑھو۔ لا نبـــی بـــعـدی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ لا نام کا ایک شخص میرے بعد نبی ہوگا۔ اس طرح ایک عورت کو بھی جنون ہوا۔ اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا جب اس حدیث کو اس کے سامنے پیش کیا گیا۔ تو کہنے لگی کہ ہاں! یہ صحیح ہے مگر اس میں تو مرد نبی کی نفی کی گئی ہے۔ عورت کے نبی ہونے کی نفی کہاں ہے؟ لا نبیة بعدی ہوتا تو تمہارا دعویٰ صحیح تھا۔ اگر غور کیا جائے تو ان کی یہ تحریف مرزائی تحریف سے بڑھیا معلوم ہوتی ہے۔ مگر اس زمانے میں سمجھدار لوگ بکثرت موجود تھے ان کے جھوٹے دعوے نہ چل سکے۔ آج بدقسمتی سے ہمارے زمانے کا جھوٹا مدعی نبوت بھی ہوا تو ایسا کہ جس کو تحریف کرنی بھی نہ آئی۔ اس کے ہواخواہ بھی ہوئے تو ایسے جن کو اتنا سلیقہ بھی نہیں کہ نبوت منوانے چلے اور شرک تسلیم کر بیٹھے اور اس طرح ان کے جال میں پھنس جانے والے بھی ایسے سیدھے سادے کہ دین اسلام کے احکام کو تو کیا پہچانتے اتنی تمیز بھی نہیں رکھتے کہ خود غرض، مکار، فریبی، جھوٹے دجال اور بے غرض راست باز، سچے خدا پرست کے درمیان ہی فرق کر سکیں۔

وہ حافظ جی جن کو اتنی لیاقت بھی نہیں کہ مبتدا و خبر، فاعل و مفعول، مضارع و اسم ظرف بلکہ مذکر و مونث کو بھی پہچان سکے۔ قرآن کریم پر ہاتھ صاف کرنے کی جرات فرماتے ہیں اور مارشس کے بھولے بھالے لوگوں کو جس طرح چاہتے ہیں بہکاتے ہیں۔ حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا: "من تکلم فی القرآن برایه فاصاب فاخطا (ترمذی)" جس نے قرآن کریم کی تفسیر اپنی رائے سے کی اور اتفاقاً صحیح تفسیر بھی کر دی جب بھی اس نے غلطی کی۔ پھر فرماتے ہیں: "من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعده فی النار (ابوداؤد)" جس شخص نے بغیر علم کے (اپنی رائے سے) قرآن کی تفسیر کی اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھ لے۔ آیت کریمہ: "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" کی تلاوت کرتے ہوئے میں نے بتایا کہ اس آیت کریمہ میں خاتم النبیین کی تفسیر بھی موجود ہے اور یہ بتایا جا رہا ہے کہ انبیاء دین الٰہی کی تبلیغ کے لئے آتے ہیں۔ اب چونکہ دین الٰہی کامل ہو چکا۔ پھر آیت انا له لحافظون میں رب العالمین نے اس مکمل قانون دین الٰہی کی حفاظت کا ذمہ بھی لے لیا۔ لہٰذا اب کسی نبی کی

ضرورت بھی نہیں رہی۔ مگر اس شخص کی عقل میں یہ معنی کیونکر آئیں۔ جس کی آنکھوں کو پہلے ہی سے مرزا قادیانی کی محبت میں نابینا اور کانوں کو بہرہ بنادیا گیا ہو۔ حبك الشيء يعمي ويصم۔ نعمت کا حصر نبوت کے لئے کرنا اور پھر اس کو جاری ماننا حافظ جی کی خودرائی ہے۔ نہ قرآن کریم میں کوئی اس کی دلیل، نہ حدیث میں کہیں اشارہ۔

ويتم نعمته عليك وعلىٰ ال يعقوب (الاية) اتممت عليكم نعمتي (الاية) ولاتم نعمتي (الاية) وغیرہ آیات کے معانی میں جس قدر تحریف بھی کی گئی وہ مرزائیوں کی ایجاد ہے۔ نہ ان کے یہ معانی حضورﷺ نے سمجھے، نہ کسی صحابی نے جانے، نہ تیرہ سو برس کے کسی مسلمان کی سمجھ میں آئے۔ کلمہ صریح خاتم النّبیین کے ہوتے ہوئے جو ایسی خودرائی کو کام میں لائے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔ رب العالمین نے تو قرآن کریم میں کھلے کھلے لفظوں میں فرمادیا کہ: "ماكان محمد ابا احمد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النّبيين" سرکار دوعالمﷺ نے بار بار بتکرار مختلف طریقوں پر مختلف کلمات میں یہی فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، میں آخری نبی ہوں۔ خاتم النّبیین کے معنی خود حضورﷺ نے صاف صاف بتادیئے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ کہیں فرمایا کہ انا خاتم النّبيين لا نبي بعدي۔ کبھی ارشاد ہوا: انا العاقب والعاقب الذي ليس بعده نبي۔ میں عاقب (سب سے پیچھے آنے والا) ہوں اور عاقب اسے کہتے ہیں جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ بلکہ اس سے بھی زائد وضاحت سے فرمایا تا کہ تشریعی، غیر تشریعی، بروزی، ظلی وغیرہ وغیرہ سب قسم کے دعووں کی تکذیب ہوسکے کہ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي۔ پس کوئی شخص بھی کسی قسم کی بھی نبوت کیوں نہ تراش لے، اس تیغ براں سے وہ پاش پاش ہوہی جائے گی۔ ایک حدیث میں تو گویا اس امر پر اس قدر تاکید کی وجہ سے بھی خود ہی زبان مبارک سے بیان فرمادی کہ جھوٹے نبی آنے والے ہیں۔ فرمایا: "سيكون في امتي كذابون ثلثون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النّبيين لا نبي بعدي (مسلم)" میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک یہی دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ کذابون کے صیغہ مبالغہ نے یہ بھی بتادیا کہ چھوٹے چھوٹے جھوٹوں کا ذکر نہیں، بڑے بڑے جھوٹے تیس ہوں گے۔

۳...... دوورقی میں حافظ جی نے علامہ قاضی عیاض کا قول نقل کر کے اپنی ایک تازہ جہالت کا ثبوت بہم پہنچادیا اس لئے کہ تیس کی تعداد کی متعلق ان کی عبارت بتا رہی ہے کہ اگرچہ ایسے

جھوٹے مدعی نبوت تو بہت گزرے مگر ان تیس میں خاص طور سے وہی داخل جن کا دعویٰ نبوت خوب مشہور ہوا پس جس کے دعوے نے زیادہ شہرت پائی وہی تیس نمبری متنبیوں میں داخل ہوا۔ اگر مرزا قادیانی کی تشہیر دنیا میں بہ نسبت ان سے پہلے جھوٹے مدعیان نبوت کے زیادہ ہوئی اور ہو رہی ہے۔ (جیسا کہ مرزائیوں کا دعویٰ ہے۔) تو یقیناً نہ صرف یہ کہ وہ ان تیس میں داخل ہوں گے۔ بلکہ ان سے اس مقابلے میں نمبر لیتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ ممکن ہے کہ جہنم کی طرف کی اس دوڑ میں چودھویں صدی میں ہونے کے باوجود پہلی صدی کے مسیلمہ سے بھی آگے بڑھ جائیں اور سب جھوٹے مدعیان نبوت میں نمبر اول مرزا قادیانی ہی کا رہے۔ بہر صورت حضور ﷺ کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ قرآن مجید میں حضور ﷺ کے بعد نہ کسی احمد کے آنے کا اشارہ نہ کسی حدیث میں کسی نئے نبی کا استثناء۔ صحابہ نے یہ سمجھا، تیرہ سو برس کے مسلمانوں نے یہی مانا۔ آج اگر حافظ جی اور ان کے مقتدی خدا اور رسول و صحابہ و امت مسلمہ سب سے جدا ہو کر آیات قرآنی کے معنی بگاڑتے اور اپنی مطلب برآری کیلئے خدا اور رسول سے مقابلے کی ٹھانتے ہیں تو اس کے عذاب کے لئے تیار رہیں۔ دنیا میں تو اکثر کافروں کی رسی ڈھیلی چھوڑی جاتی ہے۔ فمهل الکافرین امهلهم رویدا۔ لیکن رب تمہاری پکڑ بہت سخت ہے۔ ان بطش ربك لشديد۔ حق کا جویا آنکھوں والا دیکھے کہ کہاں قرآن کریم کا کھلا ارشاد۔ جس کا لفظی ترجمہ مسلمانوں کے ہر مترجم قرآن میں لکھا ہوا اور کہاں مرزائی پیچ دار فقرہ اور پیچ دار دعوے۔ عقل والا تو فوراً فیصلہ کر لیتا ہے کہ ان آیات و احادیث کے ہوتے ہوئے حضور ﷺ کے بعد نبوت کا ثبوت قرآن کریم سے نکالنا ایسا ہی ہے جیسے کسی عقل کے اندھے بے دین نے آمنت باللہ کے جملے میں کسی بڑھیا کے بلے کا ذکر کیا اور دین کی توہین کر کے اپنا پیٹ انگاروں سے بھرا۔

وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون

مرزا قادیانی کا دعویٰ ابنیت خدا، بلکہ اس سے بھی سوا

مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ (معاذ اللہ) انہیں خدا کی طرف سے الہام ہوا۔

۱...... انت من بمنزلة اولادی (تو مجھ سے ہے بطور میری اولاد کے)

(دافع البلاء ص ۶، ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

۲...... انت منی وانا منك (تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے)

(حقیقت الوحی ص ۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷)

۳...... انت منی بمنزلة ولدی (تو مجھ سے بطور میرے بیٹے کے۔)

(حقیقت الوحی ص ۸۲، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

۴...... اسمع ولدی! (اے میرے بیٹے سن) (البشریٰ ج۱ ص۴۹، خزائن ج۱ ص۶۹)

۵...... انت من مائنا وھم من فشل (تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور وہ لوگ خشکی سے) (اربعین ۳، صفحہ ۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)

میں نے اپنی تقریر میں مرزا قادیانی کی انہی کلمات کا حوالہ دیا اور یہ بتایا کہ خدائے قدوس کی شان کا آیت لم یلد ولم یولد میں بیان، اس کا فرمان کہ لم یتخذ ولدا۔ مگر جناب مرزا قادیانی نے کھلے لفظوں میں ابنیت خدا کا دعویٰ کیا، مرزا قادیانی کے حمایتی جناب حافظ جی اپنی دوورقی میں اس کے متعلق جو مزخرفات تحریر فرماتے ہیں، وہ بالکل ایسے ہی ہیں جیسے مسیحیوں اور یہودیوں کی طرف سے حضرت مسیح و حضرت عزیر کی ابنیت خدا (معاذ اللہ) ثابت کرنے کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ بھی کہہ دیں گے کہ ہم ان کو ایسا حقیقی بیٹا تو نہیں کہتے جیسے کسی انسان کا بیٹا دوسرا انسان ہوتا ہے۔ بلکہ ایسا ہی بیٹا کہتے ہیں جیسا مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو بتایا اور اسی جرم میں قرآن کریم نے ان کے حق میں یہ حکم نافذ فرمایا کہ: ”لقد کفر الّذین (الایۃ)“ یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا۔ پس جو جواب اس موقع پر نصاریٰ اور یہود کے لئے ہے وہی جواب مرزائیوں کے لئے ہے۔ اسلامی علم مناظرہ کی کتابیں ایسے جوابوں سے بھری ہیں، جس کا دل چاہے دیکھ لے[1]۔ آیت ”فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم (الایۃ)“ سے حافظ جی کا استدلال کرنا اور اپنے مقتدا کی اس دریدہ دہنی پر پردہ ڈالنا ظلمات بعضہا فوق بعض کا مصداق، آیت کا مطلب نہایت سیدھا سادہ صاف کہ خدا کو اسی طرح ہر وقت یاد کرتے رہو، جس طرح تم اپنے محسن باپ کو ہر وقت دل وزبان سے یاد کرتے رہتے ہو اور اشد ذکرا سے اس پر مزید تاکید۔

---

[1] اور حقیقت میں مرزائیوں کا یہ عذر یہود و نصاریٰ سے بہت کمزور ہے کیونکہ مرزا کے لفظ اس معنی کا تحمل نہیں رکھتے، کیونکہ اگر ابن اور ولد کے معنی مطیع، مخلص، مستحق، رحمت و شفقت فرض کئے جائیں تو پھر بمنزلہ کا کیا کام انت ولدی کیوں ناکافی یا مطلب ہے کہ تو مطیع اور مخلص تو نہیں عفو و کرم سے بمنزلہ مطیع کے قرار دیا جاتا ہے جیسے کسی سے کہئے کہ تو بمنزلہ شریف کے ہے تو یہ اس کی توہین ہوگی۔ اگر یہ معنی ہوں اور مرزا مطیعین و مخلصین میں حقیقتاً داخل نہ ہوں تو پھر امام و مجدد اور صاحب الہام کیسے ہوسکتا ہے۔ تو لامحالہ بہت ہیر پھیر کرنے کے بعد بھی یہ کہنا پڑے گا کہ مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی و صلبی بیٹا تو نہیں مگر (معاذ اللہ) خدا کے صلبی بیٹے کے برابر اس کو پیارا یا اس کا مطیع ہے، تو اگرچہ مرزا نہ سہی خدا کے لئے صلبی بیٹا تو مانا، کوئی ہو اب مرزائی یہ بتائیں وہ صلبی بیٹا کونسا ہے جس کے بمنزلہ ہونے مرزا کو دعویٰ ہے، مرزائیوں نے جو معانی تراشے ہیں وہ نصرانیوں کے مقولے المسیح ابن اللہ، یا یہودیوں کے قول عزیز ابن اللہ میں چلتے تو چلتے، مگر مرزا کی عبارت میں کسی طرح چل ہی نہیں سکتے۔

اگر(معاذ اللہ معاذ اللہ)اس آیت سے حافظ جی خدا کا باپ ہونا ثابت کر رہے ہیں تو کچھ تعجب نہیں کہ یعرفونہ کما یعرفون ابنائھم (وہ لوگ حضور نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو) کی آیت سے (توبہ توبہ عیاذ باللہ) سرکار دو عالم کو ....کا ابناء کہہ بیٹھیں گے۔حدیث کا پڑھنا اور سمجھنا اہل علم کا کام۔کہاں حافظ جی اور کہاں اس اہم کام کا سرانجام!انہیں جب عیال اور اولاد کے الفاظ کا لغوی فرق بھی نہیں معلوم۔مثنوی مولانا روم کے شعر سے استدلال تو کیا کرتے اسے موزوں لکھ بھی نہ سکے۔اس جہالت کے باوجود خدا ہی جانے کہ جواب کی جرأت کس صورت سے ہوئی۔سچ ہے۔اذا فاتك الحیاء فافعل ما شئت! بے حیا باش وھرچہ خواھی کن ۔اس دھوکے میں جاہل نہیں شاید کوئی اجہل آجائے تو آجائے،معمولی عقل والا بھی جان لے گا کہ اگر مرزا قادیانی کی مراد وہی معمولی رشتہ تھا جو خالق ومخلوق میں ہوتا ہے۔تو ان کی ذات کی تخصیص کیا معنی رکھتی ہے۔پھر مرزا قادیانی نے تو پردہ ہی اٹھادیا۔(اس کتاب میں موجود ہیڈ نگ" رزا قادیانی کا دعویٰ ابنیت خداء بلکہ اس سے بھی سوا" کے ضمن میں لکھی گئی مرزا کی عبارت کے)۵......میں تو من ماءنا (ہمارے پانی یعنی نطفہ سے) تک کہہ ڈالا بلکہ اس سے بھی اور آگے بڑھے اور انا منك (میں تجھ سے ہوں) کہہ کر (معاذ اللہ)اس مطلب کو بھی بڑھادیا جس کے مضمون سے بھی ایک ایماندار لرزہ میں آجائے۔

فہم قرآن

بحوائے آیت"ولقد یسرنا القرآن " یہ بالکل صحیح ہے کہ قرآن کریم کے مضامین اس درجہ آسان ہیں کہ حضور ﷺ کے بتانے اور اس ارشاد کے مطابق ان کے صحابہؓ تابعین وعلمائے امت کے سمجھانے سے بہت جلد سمجھ میں آجاتے ہیں لیکن اس کے معنی یہ لینا کہ ہر بے علم جس کو عربی پڑھنی بھی نہ آتی ہو۔اپنی رائے اور اپنی سمجھ کے مطابق جو معنی چاہے کرلے،جو مطلب چاہے نکال لے،وہی جہل مرکب ہے جس کی خبر مخبر صادق حضور اکرم ﷺ نے پہلے ہی دی ہے کہ یفتون بغیر علم فضلوا واضلوا بغیر علم کے فتوے دیں گے خود بھی گمراہ ہوں گے۔دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔حافظ جی نے اس بیان میں کوئی نیا کمال نہیں دکھایا وہی کہا جو ہمیشہ جہلاء کا شیوہ رہا۔اس بات کو ایک عامی بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب تک کوئی شخص ایک زبان ہی کو نہ جانے تو اس زبان کی آسان سے آسان کتاب کو بھی کیسے سمجھ سکتا ہے؟کسی زبان کے جاننے کے لئے اس زبان کے قواعد کا جاننا ضروری ہے۔ورنہ فاعل ومفعول ومبتداء وخبر،ماضی ومستقبل وحال وامر میں کیسے تمیز کرے گا؟اسی کو صرف ونحو کہتے ہیں۔

اردو یا فرنچ کے بے جا ترجموں کو پڑھ لینے کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ اس نے معانی قرآن کریم کو پالیا۔ شان نزول آیات و تفسیر نبوی کے مطالعہ کے بغیر یہ نتیجہ نکال لینا کہ صحیح طور سے مطالب قرآن پر عبور ہو گیا۔ ایک جاہلانہ وہم نہیں تو کیا ہے؟

شان نزول آیات ہی سے یہ پتہ چلے گا کہ کونسا حکم مقدم ہے اور کونسا موخر حافظ جی کو ابھی نسخ اور اختلاف کے لغوی فرق کی بھی خبر نہیں تو وہ میرے جملوں کا مطلب کیا سمجھتے۔ اگر سمجھنا چاہتے ہیں تو میں تیار ہوں۔ شاگردوں کی صورت میں آئیں میرے تلامذہ کے زمرہ میں شریک ہو جائیں۔ طالب علموں کی طرح پہلے صرف و نحو پڑھیں۔ ادب سیکھیں، جب تفسیر پڑھانے کا وقت آئے گا تو میں ان کو بتادوں گا کہ ناسخ کسے کہتے ہیں اور منسوخ کسے؟ کتنے احکام ناسخ ہیں اور کتنے منسوخ؟ نیز یہ بھی سمجھادوں گا کہ نسخ حکم دوسری چیز ہے اور اختلاف واقعات دوسری چیز۔ وحی الٰہی قرآن کریم یقیناً اختلاف سے قطعاً پاک، نہ اس کے الفاظ میں اختلاف، نہ معانی میں تخالف، نسخ احکام حکمت ربانی پر دلیل، نسخ کو اختلاف کہنا کسی جاہل نہیں اجہل ہی کا کام ہو سکتا ہے۔

خدا کے کلام میں نہ تو اختلاف ہے نہ ہو سکتا ہے۔ ہاں! جھوٹے الہام کی یہی پہچان ہے کہ اس میں اختلاف ہوگا۔ چنانچہ اگر حافظ صاحب کو عجلت ہے تو ذیل کی مثال سے دیکھ لیں۔

اختلاف واقعات گزشتہ

مرزا قادیانی اپنی کتاب (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) میں (جس کے متعلق یہ دعویٰ ہے کہ بالہام الٰہی لکھی گئی ہے) فرماتے ہیں: ”جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار میں پھیل جائے گا۔“	مرزا جی اپنی کتاب (ازالہ اوہام ص ۵۶۱، خزائن ج ۳ ص ۴۰۲) میں فرماتے ہیں: ”اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکا ہے اور اس کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے مطابق تو آیا ہے۔“
نوٹ...... ادھر ابھی مسیح علیہ السلام کا دوبارہ آنا معتبر اور ان کی حیات کی خبر	نوٹ...... ادھر اپنے مسیح ہونے پر اصرار اور ان کی حیات سے انکار

فاعتبروا یا اولی الابصار

اختلاف واقعات آئندہ

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ انہیں الہام ہوا کہ	مرزا قادیانی کو فی الجملہ تسلیم ہے کہ پیشین گوئی

محمدی بیگم انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی ...... آخر کار ایسا ہی ہوگا۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں یا ...... بیوہ کرکے ...... یہ بات میرے رب کی طرف سے سچ ہے۔ تو کیوں شک کرتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۳۹۷، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵) تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا ...... اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوگی۔ (کتب مختلفہ مرزا)	پوری نہیں ہوئی، ملاحظہ ہو۔ پیشین گوئیاں کچھ ایک دو نہیں بلکہ اس قسم کی سو سے زائد پیشین گوئیاں ہیں ...... پھر ان سب کا ذکر نہ کرنا اور بار بار احمد بیگ کے داماد اور آتھم کا ذکر کرنا کس قدر مخلوق کو دھوکا دینا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۲۹، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)
نوٹ ...... ادھر اصرار پر اصرار ہے بلکہ قسم کے ساتھ اقرار بلکہ اس پورا ہونا ان کے صدق کا معیار۔	نوٹ ...... ادھر فی الجملہ تسلیم ہے کہ ہاں خیر محمدی بیگم سے نکاح اور آتھم کی موت کی پیشین گوئیاں پوری نہیں ہوئیں پھر ان پر مجھے کھسیانہ کیوں بناتے ہو جو پوری ہوگئیں انہیں کیوں نہیں ذکر کرتے؟ (اس کا جواب یہ ہے کہ آپ ہی نے لکھا تھا کہ یہ میرے سچے یا جھوٹے ہونے کی کسوٹی ہیں)

واقعات خال باعتبار مرزا قادیانی

مرزا قادیانی آسمانی فیصلہ میں فرماتے ہیں: ”میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔“ (فیصلہ آسمانی ص ۴، خزائن ج ۴ ص ۳۱۳)	مرزا قادیانی اخبار بدر ۱۹۰۰ء میں فرماتے ہیں: ”ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔“ (ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)
یہاں نبوت سے انکار	یہاں نبوت کا اقرار
”اے لوگو! دشمن قرآن مت بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔“ (آسمانی فیصلہ ص ۲۵، خزائن ج ۴ ص ۳۳۵)	”میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں ...... اس نے مجھے بھی اپنا مکالمہ ومخاطبہ کا شرف بخشا اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)
یہاں بعد خاتم النبیین دروازۂ وحی نبوت کو بند ماننا۔	یہاں اپنے الہام کو قرآن کے جیسا الہام جانا۔

ہمیں امید ہے کہ ان مثالوں کو دیکھ کر شاید حافظ جی کی سمجھ میں یہ تو آ جائے کہ اختلاف اسے کہتے ہیں۔

خدا کے کلام، خدا کے الہام میں اس اختلاف کی مثال مل ہی نہیں سکتی، ہاں نسخ کی مثال اگر سمجھنا چاہیں تو اس عجالہ میں ہم اشارۃً انہیں انہی کی تحریر یاد دلا دیں گے تحویل قبلہ کا حکم ناسخ ہے اپنے ماقبل کے لئے۔ باقی جس میں عقل ہو وہ سمجھ لے۔

بیٹے کی پیش گوئی

حافظ جی ہمیں الزام دیتے ہیں کہ ہم نے مرزا قادیانی کے مزعومہ الہام میں تحریف سے کام لیا اور عبارت کے پہلے فقرے کو چھوڑ دیا۔ یعنی انا لنبشرك بغلام مظهر الحق والعلا كان الله نزل من السماء کہ ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کے ذریعے خدا کی ذات اور اس کی عظمت کا ایسے رنگ میں اظہار ہوگا کہ گویا خدا آسمان سے اتر آیا۔

(انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

ہم اس عبارت پر تنقید نہیں کرتے اس لئے کہ اگر کوئی اہل علم مخاطب ہوتا تو علمی غلطیاں بتاتے۔ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ حافظ جی کو اتنی بھی خبر نہیں کہ مظہر اسم ہے یا فعل۔ ہم یہ بھی نہیں جتاتے کہ عربی عبارت کے ترجمے میں حافظ جی نے کس قدر تحریف کی۔ "جس کے ذریعے" اور "ایسے رنگ میں" ان دونوں کلموں کے لئے عربی عبارت میں کوئی لفظ نہیں۔ ہم اصطلاحات نحو کی رو سے عربی عبارت کی ترکیب کرتے ہیں یہ بھی نہیں ظاہر کرتے کہ مشبہ کون مشبہ بہ کون اور وجہ شبہ کیا؟ ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ صفت کیا ہے اور موصوف کون؟ ہم اس مضمون کو بھی اس وقت سامنے نہیں لاتے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر خدا کے پاس جانے کا عقیدہ رکھنے کے سبب تو مرزائی لوگ مسلمانوں پر شرک کا الزام لگاتے اور یہ کہتے ہیں کہ خدا کو آسمان پر مان لیا مگر یہاں اللہ کے آسمان سے اترنے کا خود اظہار کیا (معاذ اللہ)۔ ہمیں تو اس وقت صرف اس قدر بتانا ہے کہ ہم نے جو اعتراض کیا وہ صحیح تھا یعنی مرزا قادیانی نے پیش گوئی کی کہ ان کا ایک بیٹا ہوگا اور اس بیٹے کی صفت بیان فرمائی کہ گویا خدا آسمان سے اتر آیا۔ ادنیٰ عقل والا بھی سمجھ جائے گا کہ "مظهر الحق والعلا" اور "كان الله نزل من السماء" (مجموعہ اشتہارات جلد دوم ص ۱۰۱) دونوں فقرے اس غلام (لڑکے) کی صفت کا اظہار کر رہے ہیں، پس اس غلام کو اللہ سے تشبیہ دی جانی ظاہر اور اعتراض ثابت۔

دوسرے یہ امر کہ اس پیش گوئی کے مصداق مرزا بشیر محمود صاحب ہیں یا کون؟ اس کا

فیصلہ خود مرزائی قادیانی کی تحریروں سے بآسانی ہوسکتا ہے۔ اس پیش گوئی کی خبر ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کو دی گئی، مگر قدرت خدا!! اس جھوٹ کا اظہار اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ اس وقت کے حمل سے لڑکی پیدا ہوئی نہ کہ لڑکا۔ جب اہل حق نے مرزا جی کو شرمایا اور پیش گوئی کا غلط ہونا بتایا تو جھٹ سے اشتہار دے ڈالا کہ اس حمل کی شرط نہ تھی۔ وہ موعود بیٹا اس کے قریب دوسرے حمل سے ہوگا۔ آخر ۷ار اگست ۱۸۸۷ء (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۴۱) کو ایک اشتہار دیا کہ جس میں اعلان کر دیا کہ ۱۶رذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷راگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد وہ موعود لڑکا پیدا ہوگا۔ تب قدرت خدا نے یہ تماشا دکھایا کہ چند ہی روز بعد وہ لڑکا مر گیا۔

اب ناظرین فیصلہ کریں کہ مرزا قادیانی نے تو وہ ساری خوبیاں ۷راگست ۱۸۸۷ء کو پیدا ہونے والے لڑکے میں بتائی تھیں۔ حافظ جی کہتے ہیں کہ نہیں ان کے مصداق جناب بشیر محمود صاحب ہیں۔ مرزا قادیانی کے الہام کا اختلاف تو ظاہر ہی تھا یہاں گرو اور چیلے میں بھی اختلاف ہوگیا۔ وہ مرنے والے کو سب کچھ ٹھہرائیں۔ یہ جینے والے کو چنین وچناں بتائیں۔ پھر اور آگے بڑھئے۔ حافظ جی کے ممدوح جناب بشیر محمود صاحب کے اوصاف خود مرزا قادیانی کے ان زبردست ممتاز حواری کی تحریر میں دیکھئے جن کو مرزا قادیانی نے (معاذ اللہ) ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کی جگہ دی، جن کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام اترنے والے ہیں۔ یعنی جناب مولوی محمد احسن صاحب امروہوی، وہ تحریر فرماتے ہیں۔ "صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک اس بات کے اہل نہیں کہ وہ مرزا قادیانی کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں۔ اس لئے میں اس خلافت سے جو شرعی ہے سیاسی نہیں، ان کا عزل کر کر عنداللہ وعندالناس اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں...... میں یہ بھی اطلاع دیتا ہوں کہ ان عقائد کے باطل ہونے پر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے مقرر کردہ معتمدین کی بھی کثرت رائے ہے۔ اب جو ۱۲ ممبر حضرت کے مقرر کردہ زندہ ہیں۔ ان میں سے ۷ ممبر علی الاعلان ان عقائد سے بےزاری کا اظہار کر چکے اور باقی ۵ میں بھی اغلب ہے کہ ایک صاحب بھی ان عقائد میں صاحبزادہ صاحب کے شامل نہیں۔"

مرزا قادیانی خود حافظ جی کے محبوب جناب صاحبزادہ بشیر محمود صاحب کو موعود نہ بتائیں، ان کے معتمد دست راست ان کے بعد ان کو عاصی وبدعقیدہ ٹھہرائیں اور امامت سے معزول بتائیں۔ مگر حافظ جی ہیں کہ اپنے پیٹ کی خاطر ان کی تعریف کے ترانے گائیں اور ماریشس کے سادہ لوحوں کو بہکائیں۔ ان ھذا لشئی عجاب!

خدائی سرخی کی چھینٹیں

حافظ جی میں جب اتنا بھی علم نہیں کہ معمولی لفظوں کے معنی ہی سمجھ لیں تو الٰہیات کے اس مسئلہ کو کیا سمجھ سکتے ہیں کہ جسم سے پاک رب العالمین کے لئے دستخط کے واسطے ایسی سرخی کی احتیاج تجویز کرنے سے جس کی چھینٹیں کپڑوں پر نمودار ہوں، کیسا شرک لازم آتا ہے۔ اس کے جواب میں ہم سردست یہی کہیں گے کہ:

سخن شناس نئے دلبر اخطا ایں جاست[1]

---

[1] افسوس! حافظ صاحب کو مرزا قادیانی کے اس قابل مضحکہ لغویت پر شرم نہ آئی اور باطل کی محبت میں انہوں نے یہ تسلیم کرلیا کہ خدا نے دستخط کے لئے قلم ہاتھ میں لیا اور سرخی کا ڈوبا لیا سرخی زیادہ آگئی تو اس کو چھڑکا اس سے چھینٹیں مرزا قادیانی کے کپڑوں پر آگئیں۔ (حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷) حافظ صاحب کی عقل کیا ہوئی اور مرزا کی محبت نے اس دو جہان کے دماغ کو خراب کیا کہ انہیں شان الٰہی میں ایسی باطل بات بھی گوارہ ہوگئی جس کو زبان پر لانے کی کوئی کافر بھی جرأت نہ کرے گا۔ یہ خدا کی شان تو کیا ہو سکتی ہے۔ تمیزدار انسان بھی ایسا نہیں کرتا کہ قلم کو اس بے تمیزی سے چھڑکے کہ دوسرے کے کپڑوں پر چھینٹ آئیں۔ یہ خدا کے ساتھ تمسخر ہے۔ جس خدا کی یہ شان ہے انما اراد شیئاً ان یقول له کن فیکون۔ جو سارے جہان کو کن کے امر سے موجود فرمادے وہ ایک دستخط کے لئے قلم سیاہی کاغذ کا محتاج ہو۔ احتیاج تو الوہیت اور شان واجب کے منافی ہے واللہ غنی عن العلمین اس کے لئے ایسا امر ثابت کرنا جس سے احتیاج لازم آئے اس کی خدائی کا انکار اور کفر ہے۔ پھر قلم کے ہاتھ میں لینے کے لئے ایک ہاتھ اور جسمانیت بھی ماننا پڑے گی کہ مادیات کے ساتھ اقتران وتلبس تجرد بحث کے منافی ہے یہ دوسرا کفر ہوا۔ تیسرا کفر علم قدرت کا انکار ہے کہ اس کو خبر نہیں ایک دستخط کے لئے کتنی سیاہی درکار ہے اور یہ اختیار نہیں کہ جتنی درکار ہے۔ قلم میں اتنی ہی آئے۔ بے اختیاری و بے علمی سے قلم دوات میں ڈالا اور اندھا دھند سیاہی بھرلی۔ بعد کو معلوم ہوا کہ یہ تو زیادہ ہے تو یہ قدرت نہ تھی، یہ قلم میں رکی رہتی اور حسب ضرورت کاغذ پر لگتی، اپنی اس مجبوری و بے اختیاری کی وجہ سے زیادہ سیاہی قلم سے نکالنا پڑی، مگر نکالنے کے لئے اتنی تمیز نہ تھی کہ دوات میں واپس کردی جاتی، نہ یہ سلیقہ تھا کہ دوات میں جھٹکا دیا جاتا یا کسی اور طرف۔ جھٹکا بھی دیا تو ایسا کہ چھینٹیں مرزا قادیانی کے کپڑوں پر گریں۔ یہ شان الٰہی کے ساتھ تمسخر ہے اور کفریات سے لبریز۔ افسوس! مرزائیوں کی لوح قلب اس قدر مکدر ہوگئی کہ وہ ایسے بے ہودہ کفریات کو تسلیم کرتے ہیں اور حافظ صاحب کا یہ قول کہ مادی سیاہی پر کیا اعتراض ہے خدا نے اتنا بڑا جہان مادی پیدا کردیا اور زیادہ افسوس ناک جہالت ہے۔ کیا خدا نے جو کچھ پیدا کیا اس سب کا استعمال بھی اس کے لئے ثابت کرنا جائز، جو یہ اعتقاد ہے تو غذا کھانا، پینا، بیاہ کرنا، شادی بی بی بچے والا ہونا سب اس کے لئے ثابت کردو گے۔ "تعالیٰ اللہ عما یتصور الظالمون علواً کبیرا" مادیات کا پیدا کرنا کہاں اور کہاں ان کا استعمال کرنے لگنا۔ اس عقل پر ہزار تف!

مقابلہ ومناظرہ ومباہلہ اور آخری فیصلہ

مرزا قادیانی مناظرے میں کسی عالم ربانی کے مقابلے کی کبھی تاب ہی نہ لائے۔
مباہلے کے لئے ہماری تقریر میں مرزا قادیانی کے دعاوی کے ذیل میں جب ان کے مذکر سے مؤنث بننے کا دعویٰ سامنے آیا تو حافظ جی کو بہت ناگوار ہوا۔ ان کی جھنجلاہٹ اشتہار کی اس عبارت سے ظاہر۔ کاش اس وقت جب ہم نے بلایا تھا۔ سامنے آتے تو ہم مرزا قادیانی کا سارا کچا چٹھا انہی کی کتابوں میں دکھاتے۔

شرم کے مارے اس وقت تو پردہ ہی میں رہے۔ اب کی طرح ہمیں بددعائیں دیتے ہیں تو دیا کریں، ہم الحمدللہ اعلائے کلمہ حق کر چکے اور کرتے رہیں گے۔

وما علینا الا البلاغ

نوٹ...... اس عجالہ میں اس قدر کافی۔ (مرزائی حقیقت کا اظہار) نمبر۳، دوورقی کا جواب ان شاءاللہ جہاز میں بیٹھ کر لکھیں گے۔ اب وقت بالکل نہیں۔ امید ہے کہ اس عجلت کے سبب اگر کچھ سہو ہو ناظرین اسے معاف فرمائیں۔

محمد عبدالعلیم الصدیقی القادری

مبسملاً وحامداً ومحمداً جل وعلا
ومصلیاً ومسلماً محمداً سلم اللہ علیہ وصلّی

۳...... مرزائی حقیقت کا اظہار

جناب مرزا قادیانی کا ایمان باللہ اور اس کی حقیقت

کسی مدعی مہدویت ومسیحیت میں علامات مہدی ومسیح دیکھنے کی ضرورت اس وقت ہو جبکہ پہلے اس کا راست باز اور مسلمان ہونا ثابت ہو جائے۔ زبان سے امنت باللہ...... الخ! پڑھنا، لوگوں کو دکھانے کے لئے نمازیں پڑھنا، روزہ رکھنا یا لوفرضا حج بدل کے ذریعے حج کرنا یا زکوٰۃ دینا اسلامی عدالت میں کیونکر قبول ہوسکتا ہے۔ جبکہ ان کے کلمات سے صراحۃً کفر والحاد کا اظہار ہو رہا ہے: ’’لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللہ والیوم الآخر (بقرۃ:۱۷۷)‘‘ مرزا قادیانی کا لاکھ بار آمنت باللہ کہنا بھی انہیں مومن نہیں بنا سکتا۔ جبکہ اس خدائے حی وقیوم ملک وقدوس کی شان میں ان کے حسب ذیل کلمات موجود ہیں۔

ایمان باللہ: یہ مجموعہ عالم خدائے تعالیٰ کے لئے بطور ایک اندام واقع ہے۔ ’’قیوم العالمین (یعنی

خدا) ایک ایسا وجود اعظم ہے جس کے بے شمار ہاتھ اور بے شمار پیر اور ہر ایک عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض و طول رکھتا ہے اور تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں۔" (معاذ اللہ من ذلک) (توضیح المرام ص ۳۳، خزائن ج ۳ ص ۹۰)

یہ ہے ایمان باللہ یہ خدا کی صفات ہیں اس پر مرزا کو مومن باللہ بتایا جاتا ہے جس سے انحس (سب سے زیادہ منحوس) کفر بھی شرما جائے۔ شرم۔

ایمان بالرسل: اللہ کے رسولوں پر ایمان کیسے ظاہر ہو جبکہ انبیاء کی شان میں کھل کھل کر گستاخیاں کرتے اور خود اپنے آپ کو اولوالعزم صاحب شریعت پیغمبروں سے بھی افضل بتاتے ہیں۔ ان کا مشہور شعر ہے۔

عیسیٰ کجاست تابہ نہد پابمنبرم
اینک منم کہ حسب بشارت آمدم

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

اور بعض نمونہ پہلے بیان ہوئے بعض آئندہ آتے ہیں پھر غیر انبیاء کو نبی مانتے اور پیغمبر بتاتے ہیں حالانکہ ان کے پاس کوئی سند نہیں۔

ایمان بالملائکہ: ملائکہ پر ایمان کا حال ان اقوال سے ظاہر۔ "ملائکہ ستاروں کی ارواح ہیں وہ ستاروں کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں۔ لہٰذا وہ کبھی ستاروں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ جبرائیل جس کا سورج سے تعلق ہے۔ ...... الخ!" (توضیح المرام ص ۷۰، ۸۴، خزائن ج ۳ ص ۹۵،۷۰)

ایمان بالکتب: کتاب الٰہی قرآن کریم کے متعلق ان کا یہ خیال۔

"قرآن دنیا سے اٹھ گیا تھا میں اس کو دوبارہ آسمان سے لایا ہوں۔"

(ازالہ اوہام ص ۷۳۰ تا ۷۳۱، خزائن ج ۳ ص ۴۹۳،۴۹۲ حاشیہ ملخص)

پھر جو قرآن لائے اور جس طرح اس کو پیش کیا اس کی کیفیت کچھ ذکر ہوئی کچھ آئندہ آئے گی کہ الفاظ کا بدلنا تو محال تھا معنی پر ہاتھ صاف کرنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ جو معنی ان کے نفس نے بتائے وہ کئے۔ نہ ان معنی سے غرض رکھی جو صاحب وحی و کتاب نے بتائے نہ اس تفسیر سے مطلب جو صحابہؓ نے فرمائی۔

ایمان بالیوم الآخر: یوم الآخر کا ڈر اور خوف، قیامت پر ایمان کی دلیل بنتا مگر ان کی پرائیویٹ زندگی ان کی دلیری پر دلالت کرنے والی جس کی طرف سردست اشارہ ہی کافی جب آمنت باللہ ...... الخ کے ایک ایک شعبہ میں ان کا یہ حال ہے تو اب نماز، روزہ، حج کو دیکھنا فضول خیال۔

اگر بالفرض والتقدیر جناب مرزا قادیانی خود ہی حج فرما لیتے تو بھی ان کلمات کفریہ کے ہوتے ہوئے وہ مسلمان ہی کیسے کہلاتے، مسیح یا مہدی ہونا تو دوسری چیز مسیح بن مریم علیہ السلام جو ہیں وہ ہیں۔ان کے حج کی شان کا حدیث شریف میں اس طرح بیان، نہ اس میں خواب کا تذکرہ، نہ تعبیر کی ضرورت۔"عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ لیهلن عیسیٰ بن مریم بفج الروحاء بالحج والعمرة او بینهما جمیعا (مسند امام احمد)"

مرزا قادیانی نے تو اپنے مزعومہ الہام سے پیشین گوئی بھی فرمائی کہ "ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔" (میگزین ۱۴ جنوری ۱۹۰۶، تذکرہ ص ۵۹۱) مگر مرنا تو کجا جانا بھی نصیب نہ ہوا۔

احمد نبی اللہ ﷺ

حضرت سرکار محمد رسول اللہ ﷺ ہی کا نام نامی واسم گرامی احمد ہے اسلئے کہ قرآن کریم نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ:"واذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدی من التورة ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد فلما جاءهم بالبینات قالوا هذا سحر مبین (صف:٦)" جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل! میں تمہاری طرف خدا کا رسول ہوں، تورات جو میرے آگے ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک (بڑے عظیم الشان) رسول کی بشارت دینے والا ہوں جو میرے بعد ہی تشریف لائیں گے جن کا نام نامی احمد (ﷺ) ہے پس جب وہ احمد نامی (رسول) دلیلوں کے ساتھ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

۱...... قرآن کریم نے فلما جاءهم (پس جب وہ ان کے پاس تشریف لائے) کہہ کر یہ جتا دیا کہ قرآن کریم اترنے کے وقت وہ احمد ﷺ آچکے تھے۔

۲...... مبشراً برسول (ایک بڑے عظیم الشان رسول کی بشارت دینے والا ہوں۔) کی تفسیر خود نبی اکرم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے فرمائی (الشرح السنہ) عن عرباض بن ساریة عن رسول الله ﷺ انه قال انی عند الله مکتوب خاتم النّبیین وان آدم لمنجدل فی طینته وساخبرکم باول امری دعوة ابراهیم وبشارة عیسیٰ (الحدیث مشکوٰۃ) عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اس وقت سے اللہ کے نزدیک نبیوں کا ختم کرنے والا لکھا ہوا ہوں، جبکہ یقیناً آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی ہی کی حالت میں تھے تو میں تمہیں اپنا پہلا امر بتاؤں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت۔

بشارت عیسیٰ بن مریم نے دی تھی جن کے آنے کی
وہی ختم الرسل بعد ان کے احمد مجتبیٰ آئے

۳...... من بعدی (میرے بعد ہی) کی تفسیر بھی حضور انور ﷺ کی زبانی معلوم کیجئے وہی حدیث شریف جو آپ سے پہلے بھی پڑھ چکے اب پھر ملاحظہ فرمالیجئے۔" انی اولی الناس بعیسیٰ بن مریم...... الخ!" میں عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے لئے سب سے اولیٰ ہوں۔ اس لئے کہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں اور یقیناً وہی قیامت سے پہلے تمہاری طرف اترنے والے ہیں۔ پس دعائے ابراہیم علیہ السلام بشارت عیسیٰ علیہ السلام احمد مجتبیٰ وہی محمد مصطفیٰ ﷺ جو انا احمد کہہ کر اپنا نام نامی بتا رہے ہیں ان کے سوا نہ قرآن کریم نے کسی اور احمد کے آنے کی خبر دی، نہ یہ بتایا کہ انہیں لوگ اسلام کی طرف بلائیں گے۔ یہ قرآن کریم پر افتراء اور کھلا جھوٹ ہے۔" فنجعل لعنة الله علی الکاذبین"

حضرت عیسیٰ بن مریم اور حضرت مہدی آخر الزمان علیہ السلام دونوں حضرات کی تشریف آوری کی کھلی کھلی علامتیں احادیث طیبہ میں بیان فرمادی گئیں نہ وہ سچے اسلام سے دور ہوں گے۔ نہ کوئی سچا عالم ان سے اسلام کا ثبوت مانگے گا۔ نہ ان پر کوئی سچا عالم کفر کا فتویٰ دے گا۔ ان هذا الّا بهتان عظیم۔

ہمارے ناظرین جن کو مرزائی حقیقت کی بھی پوری طرح خبر نہیں شاید حیران ہوں گے کہ یہ کیا قصہ ہے پہلے پرچے میں تو حافظ صاحب جناب مرزا قادیانی کی مجددیت وامامت کی تبلیغ فرمار ہے تھے پھر مسیحیت کی طرف متوجہ ہوئے۔ اب نمبر ۳ میں اول انہیں احمد نبی کہا جارہا ہے اور پھر مہدی بھی بتایا جارہا ہے آگے چل کر انہیں کرشن بھی تسلیم کیا گیا آخر یہ معمہ کیا ہے۔ مرزا قادیانی ہیں یا ایک معجون مرکب؟ حافظ جی کوئی خواب دیکھ رہے ہیں یا ان کے قوائے دماغی کسی علت کے سبب خیالات پریشان پیش کررہے ہیں؟

ہم انہیں بتائے دیتے ہیں کہ اس میں بے چارہ حافظ جی کا قصور نہیں۔

درپس آئینہ طوطی صفتش داشتہ اند
انچہ استاد بگفت است هماں می گوید

(طوطی کو جیسا سبق پڑھادیا جاتا ہے وہ اسی کو دہرایا کرتا ہے)

حافظ جی تو ہمارے سامنے آتے، تب ہی انہیں دکھاتے مگر اب ناظرین دیکھیں ہم انہیں بتائے دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا حال ہی یہ ہے وہ اپنے مزعومہ الہاموں میں کبھی خدا بنتے

ہیں۔(کتاب البریہ ص ۸۵، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳، آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴) کبھی خدا کے بیٹے۔(دافع البلاء ص ۶، ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷) کبھی تثلیث کے ایک رکن۔(توضیح المرام ص ۲۲، خزائن ج ۳ ص ۶۲) کبھی رسول صاحب شریعت۔(اربعین نمبر ۴ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵) صاحب کبھی نبی غیر شریعت (حقیقۃ النبوۃ صفحات مختلف) کبھی مسیح (حقیقت الوحی ص ۱۴۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲) کبھی مہدی، کبھی مجدد کبھی کرشن بلکہ اسی پر بس نہیں۔کبھی مرد کبھی عورت۔اگر چہ ہماری تہذیب ہمیں یہ طرفہ تماشہ پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتی مگر حافظ جی ہمیں جھوٹ کا الزام دے رہے ہیں لہٰذا ہم حوالہ نقل کرنے کے لئے مجبور۔مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ انہیں الہام ہوا۔

۱...... "بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے مگر وہ حیض بچہ بن گیا اور ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

(ناظرین سوچ لیں کہ حیض کس کو آیا کرتا ہے)

۲...... "خدا نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردے میں پرورش پاتا رہا، پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو جیسا کچھ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے۔مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔(پھر اس صفحے کے آخر میں فرماتے ہیں) پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردزہ تنا کھجور کی طرف لے آئی......الخ!" (کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

عبارات بالا میں ناظرین کو ایک الجھن رہ گئی ہوگی کہ (مرزا قادیانی کو) حاملہ ٹھہرایا گیا۔حمل ٹھہرانے کی تفصیلی صورت ذکر نہیں فرمائی گئی اس لئے بقول کسے۔

اگر قدر نتوانند پسر تمام کند

اس کی تفصیل مرزا قادیانی کے ایک فرزند روحانی نے فرمادی، ملاحظہ کیجئے۔

ٹریکٹ اسلامی قربانی ۳۴ مؤلفہ یار محمد مرزائی مطبوعہ ریاض ہند پریس

"کشف کی حالت آپ (مرزا قادیانی) پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت (مردانگی) کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا سمجھنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے۔" (اسلامی قربانی نمبر ۳۴ ص ۱۲) (معاذ اللہ اب بھی اشارہ ہی رہا۔لا حول و لا قوۃ الا باللہ) یہ عبارتیں اگر کسی ایسے شخص کے مقابلے میں پیش کی جاتیں جس میں غیرت اور شرم کا

خفیف سا نقطہ بھی باقی ہوتا تو غالباً وہ اس کے بعد پبلک کو عمر بھر منہ نہ دکھاتا۔

جناب حافظ جی صاحب شاید ہی غور فرمائیں کہ نمبر ۲ دو ورقی کے ص ۴ کالم ۲ سطر ۱۹ کی لعنت کس پر پڑی، اور ابدالآباد تک کس پر پڑتی رہے گی؟

ناظرین نے مرزا قادیانی کے مریم و عیسیٰ بننے کا حال تو معائنہ فرمایا اسی پر ان کے آدم و نوح وغیرہ بننے کو قیاس کیا جاسکتا ہے، ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ حافظ جی یہ کہتے ہوئے اس امر کا ذرا بھی خیال نہ آیا کہ ان کی تحریر کسی اہل علم کے سامنے بھی جائے گی۔

آئینہ کی مثال دے کر بروز و ظہور کے مسئلہ کی تشریح کرتے ہوئے بڑے خوش ہوں گے کہ ہم نے سادہ لوح افراد کی دھوکہ دہی کے لئے کافی سامان بہم پہنچا دیا لیکن آنکھوں والے دیکھتے ہیں کہ وہ جو حسب فرمان مخبر صادق ﷺ شان انبیاء کے آئینہ صفت مظہر بنے جن کے لئے حدیث میں فرمایا گیا کہ: "من اراد ان ینظر الی آدم علیہ السلام وصفوتہ والی یوسف علیہ السلام وحسنہ والیٰ موسیٰ علیہ السلام وصلابتہ والیٰ عیسیٰ علیہ السلام وزھدہ و الیٰ محمد ﷺ وخلقہ فلینظر الیٰ علی بن ابی طالبؓ (سیر الاقطاب ص ۵)" جو کوئی یہ چاہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی صفوت حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کا حسن حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی صلابت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کا زہد حضرت محمد ﷺ اور ان کا خلق معائنہ کرے پس اسے چاہئے کہ علی بن ابی طالبؓ کی طرف دیکھے باوجود اس شان مظہر کے سنئے کہ کس صفائی کے ساتھ وہی شیر خدا علی مرتضیٰ تحریر فرما رہے ہیں: "الا وانی لست نبیاً ولا یوحیٰ الی "خبردار رہنا میں نبی نہیں ہوں نہ میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

تعجب اس پر ہے جس کا مظہر ہونا تو کجا مسلمان ہونے پر بھی کوئی دلیل شرعی نہ قائم ہوتی ہو اور یہ دعویٰ کرے کہ "میں نبی ہوں، میں رسول ہوں، میں سب نبیوں سے افضل ہوں۔" (العیاذ باللہ) پھر اجتماع ضدین سونے پر سہاگہ کہ ایک طرف نبی و رسول ہونے کا دعویٰ دوسری طرف کرشن جی کا اوتار لینے کا ادعا۔

بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

سری کرشن جی اور ان کے روپ

اہل نظر پر مخفی نہیں کہ سری کرشن جی صاحب ہندو جاتی کے ایک بہت بڑے رہبر مانے جاتے ہیں کسی قدیم تاریخی آدم کے حالات معلوم کرنے کے لئے سمجھدار متلاشین علوم ہمیشہ پرانے اصلی نسخوں کی تلاش کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ سری کرشن جی کے حالات معلوم کرنے کے لئے بھی

بجائے زمان حال کے مصنفین کی کتابوں کے ہم اسی کتاب کے مقالات کی طرف توجہ کرتے ہیں جو خود کرشن جی کی ذاتی کتاب کہی جاتی ہے یعنی بھگوت گیتا۔ اس میں کرشن جی نے اپنے آپ کو جس روپ میں پیش کیا ہے۔ اس کا خلاصہ ان چند حوالوں کا ملاحظہ سامنے آجائے گا۔

سری کرشن جی کا ایک روپ یا تصویر کا ایک رخ

بھگوت گیتا میں کرشن جی فرماتے ہیں:

۱...... اس دنیا کا ماں باپ سہارا اور بابا میں ہوں...... سب کا پالنے والا، مالک، گواہ، جائے قرار، جائے پناہ، دوست، باعث پیدائش، باعث خاتمہ، باعث قیام، خزانہ اور پیدائش کا لازوال بیج میں ہی ہوں۔ اے ارجن! میں گرمی دیتا ہوں، میں پانی کو روکتا ہوں، میں برساتا ہوں، میں امرت ہوں۔ (گیتا ۹، ۱۷ تا ۱۹)

۲...... سب دیوتاؤں اور مہارشیوں کی ابتداء بہرحال مجھ ہی سے ہے جو شخص یہ جانتا ہے کہ میں پرتھوی وغیرہ سب لوگوں کا بڑا ایشور ہوں اور میرا جنم یعنی آغاز نہیں ہے وہی انسان میں موہ سے آزاد ہو کر سب پاپوں سے چھوٹ جاتا ہے۔ (گیتا ۱۰، ۲۔۳)

۳...... میں سب جانداروں کا مالک ہوں اور پیدائش سے بالاتر ہوں اگرچہ میرے آتم سروپ میں کبھی تغیر نہیں ہوتا مگر میں اپنی پرکرتی (خاصیت) میں قائم رہ کر اپنے مایا سے جنم لیا کرتا ہوں۔ (گیتا ۴، ۶ تا ۸)

ناظرین نے اس پہلے روپ یا تصویر کے ایک رخ میں دیکھ لیا کہ سری کرشن جی خدائی کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ روپ لینے کی حقیقت پر بھی آپ نے غور کر لیا کہ خدا کے اس جسم محدود میں آجانے کا نام روپ لینا یا اوتار بننا بتا رہے ہیں۔

ہم تہہ دل سے جناب مرزا قادیانی کی اس بات کی تصدیق کے لئے تیار ہیں کہ یقیناً ان کے اور کرشن جی کے دعوے یکساں ہیں اور ان دعوؤں کے اعتبار سے وہ یقیناً کرشن جی کہے جاسکتے ہیں۔ بطور تمثیل مرزا قادیانی کا دعویٰ ملاحظہ ہو اور پھر دونوں کے دعوؤں کا مقابلہ کر لیا جائے۔ مرزا قادیانی (کتاب البریہ ص۷۹، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳) پر فرماتے ہیں۔ ”کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں اسی حالت میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں سو میں نے آسمان و زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا...... پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح پھر میں نے کہا کہ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں۔“ وغیرہ ذالك من الخرافات ملخص!

سری کرشن جی کا دوسرا روپ یا تصویر کا دوسرا رخ

بھاگوت پران میں بھی کرشن جی کی دوسری تصویر اس طرح نظر آتی ہے کہ:

دریا میں کرشن جی اشنان فرمار ہے ہیں اور گوپیاں (خوبصورت عورتیں) بھی نہار ہی ہیں۔ کرشن جی گوپیوں کے کپڑے چھپا دیتے ہیں سب کی سب دریا سے برہنہ نکلتی ہیں اپنے کپڑوں کی تلاش کرتی ہیں۔ سری کرشن جی گوپیوں سے لذت اندوز ہونے کے لئے اپنے بہت سے جسم پیدا کر لیتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ (ملخصا)

سوک رشی سے راجہ پرکشت پوچھتا ہے کہ خدا تو اوتار کے روپ میں اس لئے ظاہر ہوا کرتا ہے کہ سچا دھرم پھیلائے۔ یہ کیسا خدا ہے کہ دھرم کے تمام اصولوں کے خلاف دوسروں کی عورتوں سے......؟

رشی جی کرشن جی کے عمل کی تاویل اس طرح فرماتے ہیں کہ "خود دیوتا بھی بعض اوقات نیکی کی راہ سے ہٹ جاتے ہیں مگر ان کے گناہ ان کی ذات پر اسی طرح اثر نہیں کرتے جس طرح آگ تمام چیزوں کو جلانے کے باوجود مورد الزام نہیں ہو سکتی۔"

ان دونوں تصویروں کو دیکھتے ہوئے زیادہ بریں نیست کے حسن خیال کی بناء پر ہم یہ کہہ دیں کہ یہ دونوں غلط ہیں اور وہ محض ایک انسان تھے اور ایسی شرمناک باتیں ہرگز نہ کرتے ہوں گے۔ مگر یہاں تو غور طلب یہ امر ہے کہ تاریخی نقطہ نظر سے بھی دو تصویریں ہمارے سامنے ہیں پس جو حکم بھی دیا جائے گا وہ اسی معلومات کی بناء پر اور اس کے بلکہ صرف اس کے ہوتے ہوئے کون صاحب عقل ان کو نبی بتا سکتا ہے؟ اور اس خدائی خطاب کو ان پر چسپاں کر سکتا ہے؟ درآنحالیکہ خدائی کتاب میں اس کا اعلان ان کی شخصیت پر نہ کیا گیا ہو۔ تصویر کے دوسرے رخ یا کرشن کے دوسرے روپ کے پہلے حصہ کا تعلق مرزا قادیانی سے کیا ہے اس کے متعلق لب کشائی سردست مناسب نہیں معلوم ہوتی لیکن دوسرے روپ کے باب میں سوک رشی جی نے جو کچھ فرمایا اسے دیکھتے ہوئے ہم اس کی تصدیق کرنے میں ذرا تامل نہ کریں گے کہ بے شک کرشن قادیانی جی کے چیلے بھی ان کی بات کو بنانے اور تاویل فرمانے میں ایسے ہی مشتاق ہیں جیسے رشی جی تھے۔ گویا مرزا قادیانی اگر کرشن جی کے اوتار ہیں تو وہ سوک رشی جی کے۔ اس لئے کہ کوئی ضرورت تو ہوگی جس کے لئے مرزا قادیانی نے اپنا یہ مزعومہ الہام بیان فرمایا کہ:

۱...... ﴿اعمل ماشئت قد غفرت لك﴾ "جو چاہے تو کئے جا ہم نے تجھے بخش دیا۔"

۲...... اور حافظ جی جیسے چیلے آسمانی نکاح والوں کے متعلق واقعات میں ایسی ہی عجیب وغریب تاویل فرماتے اور پھر حوالہ لکھتے ہیں کہ "لڑکی ۸،۹ برس کی تھی اس پر نفسانی افتراء......حماقت ہے۔"

شاید انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ دنیا میں کوئی سمجھدار باقی ہی نہیں رہا جو یہ جانتا ہو کہ اگر بالفرض ۸،۹ برس ہی کی عمر مان لی جائے تو ہندوستان اور بالخصوص پنجاب میں اتنی عمر کی اچھے کھاتے پیتے گھرانوں کی بچیاں کیسی ہوتی ہیں۔

بہرنوع ہم یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ اوتار کہئے، بروز کہئے یا ظہور سے تعبیر کیجئے یا آئینہ کی تصویر کو تمثیل بنائیے مرزا جی اپنے دعاوی کے اعتبار سے جو کچھ بھی ہیں کرشن جی کے ہیں۔ اس لئے کہ:

۱...... کرشن جی نے اوتار یا حلول کا مسئلہ سکھایا۔ مرزا قادیانی نے بھی "انت منی وانا منك" (تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔) (حقیقت الوحی ص ۷۴، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷) کا مفروضہ الہام سنایا۔ پھر خدا کو (معاذ اللہ) تیندوے سے تشبیہ دی اور ہاتھ پیر والا بھی بتایا۔

(توضیح المرام ص ۷۵، خزائن ج ۳ ص ۹۰)

۲...... کرشن جی نے تناسخ آواگون کا مسئلہ سکھایا مرزا قادیانی نے بھی سب کا بروز مثیل ظہور ہونے کا دعویٰ ایسی ہی شکل میں پیش فرمایا جس کا ترجمہ آسانی کے ساتھ آواگون ہی سے کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا ان کا کرشن ہونا تو درست مگر کرشن ہوتے ہوئے مجدد و مہدی و عیسیٰ بن مریم بلکہ بقول حافظ جی احمد نبی بنناد شوار اور ان موحدین کی نورانی قبا کا اس صورت پر جو کرشن نما (یعنی بقول حافظ جی کالی) ہو پھبنا خود اس قباء کے لئے عار۔

ہمیں افسوس ہے کہ کرشن جی کی کوئی تیسری تصویر ہمیں کہیں سے دستیاب نہیں ہوتی، نہ کہیں قرآن کریم میں ان کا ذکر، نہ کسی اور آسمانی کتاب میں ان کا بیان، نہ کسی حدیث میں خبر، نہ کسی مستند تاریخ میں کوئی اثر، یہ مانا کہ ہندوستان میں بھی ہادی اور رہبر بلکہ انبیاء ورسل آئے ہوں مگر اس کی کیا دلیل کہ فلاں شخص نبی تھا؟

حافظ جی کو جب قرآن، حدیث، تفسیر، تاریخ کہیں بھی پتہ نہ ملا تو عجب بے تکی اڑائی کہ فلاں فلاں نے لکھا۔ کہ "ہندوستان میں ایک کالے رنگ والا نبی تھا جس کا نام کاہن تھا، چونکہ اس کا رنگ کالا بتایا گیا اور کرشن کے معنی بھی کالا لہٰذا کرشن نبی تھا۔"

اس بیان پر غالباً ایک معمولی سمجھ رکھنے والا بچہ بھی ہنس پڑے گا اور حافظ جی کی فہمی نہیں

مرزا قادیانی کی قابلیت کی داد دے گا۔ ہمیں افسوس ہے کہ محض بدیں خیال کہ کہیں مارشس کے سادہ لوح اس افسوس میں نہ آجائیں۔ ایسی تحریر پر تنقید کی ضرورت لاحق ہو رہی ہے۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ ایسی لغو تحریر پر تبصرہ کرنا بھی شان علمی کے خلاف۔ اس لئے کہ سب سے پہلے تو یہی بات قابل لحاظ کے اس خبر ہی کا کیا اعتبار پھر اگر بالفرض کسی تاریخ سے اس کا پتہ بھی مل جائے تو اس کا کیا ثبوت کہ یہ کرشن جی ہی کے متعلق ہے اس لئے کہ نام تو کاہن بتایا گیا نہ کرشن، پھر اگر اس کو علم نہ مانا جائے بلکہ اسم صفت ہی مانیں تو حافظ جی کرشن جی کو کالا بتائیں ساری ہندو جاتی تو آج تک ان کو ایسا ملیح دخوبصورت مانتی چلی آرہی ہے کہ گوپیاں ان پر فدا تھیں بلکہ آج بھی متھرا میں گنگا کے کنارے بہت سی خدا کی بندیاں اسی امید پر کہ کسی موہنی روپ میں ان کے درشن ہو جائیں سب کچھ تجنے کے لئے تیار رہتی ہیں۔

ممکن ہے کہ یہ کاہن وہی یوز آسف ہو جو ہندوستان کے صوبہ سولابت میں راجہ جنسر کے گھر پیدا ہوا شاہزادہ نبی کہلایا، کشمیر گیا وہیں مرا وہیں دفن کیا گیا۔ آج تک اس کی قبر شہزادہ نبی کی قبر کہلاتی اور اسی نام سے پہچانی جاتی ہے۔ بعض روایتیں اس کے متعلق ایسی بیان بھی کی جاتی ہیں جو اس کی کہانت پر دلالت کر سکتی ہیں۔ (تفصیل حال کے لئے کتاب یوز آسف اور بلوہر مترجمہ مولوی سید عبدالغنی مطبوعہ مطبع ہاشمی دہلی ص ۲۵۸ کو دیکھا جاسکتا ہے) مرزا قادیانی نے اس قبر کو حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر تصنیف کر ڈالا۔

پھر اور آگے بڑھئے مرزا قادیانی تو نہ کرشن کی نبوت بتاتے ہیں، نہ اس کی نبوت کا ظہور، وہ تو صاف فرماتے ہیں کہ: "میں راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں بڑا اوتار تھا۔ پھر آگے چل کر گیتا کو فی الجملہ الہامی کتاب مانتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان (مرزا قادیانی) پر الہام ہوا ہے۔"

یا للعجب ہم وید میں توحید کا جلوہ دکھائیں تو ہم پر اعتراض، یہ گیتا کو الہامی مانیں تو بھی کچھ نہیں۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں کرتے

"کرشن رودھر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔"

(سیالکوٹ ص ۳۳، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۹)

مرزا قادیانی نے گیتا کا حوالہ دے کر خود واضح کر دیا کہ ان کی مراد کیا ہے؟ گیتا میں

اوتار یا روپ کے معنی آپ نے ابھی ابھی کرشن جی کے بتائے ہوئے دیکھے کہ خدا کے انسانی جسم میں حلول کرنے کو اوتار لینا یا روپ لینا کہا گیا۔ پس مجرد ان کلمات کے استعمال ہی نے انہیں دائرہ توحید سے جدا شرک کے مرض میں مبتلا کر دیا اب ان کا اسلام سے کیا علاقہ رہا۔

توہین انبیاء

جناب حافظ جی صاحب کو اس تحریر کے وقت شاید یہ خیال نہ رہا ہو گا کہ جس کے جواب میں وہ اپنی دو ورقی پیش کر رہے ہیں وہ اگر چہ مارشس سے جا رہا ہے مگر اس کا قلم الحمدللہ! ہزاروں کوس کی مسافت سے بھی ان کی پردہ دری کرنے کے لئے تیار رہے گا اسی لئے بے خوف دخطر فرماتے تھے ہیں کہ: ''مرزا قادیانی نے نبیوں کو گالیاں دی ہیں یہ بھی صریح جھوٹ ہے۔''

ناظرین! ذرا سطور ذیل کو بغور پڑھیں اور خود ہی فیصلہ کر لیں کہ مرزا قادیانی نے اگر اپنے ان کلمات میں گالیاں نہیں دیں تو کیا کیا؟

۱...... ''مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کوئی عجوبہ بات نہیں اب برسات قریب آئی ہے باہر جا کر دیکھئے کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔'' (معاذ اللہ)

(جنگ مقدس ص ۷، خزائن ج ۶ ص ۲۸۰)

۲...... اخبار بدر مورخہ ۹ رمئی ۱۹۰۷ء میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں (نہ کہ عیسائیوں کو) ''ایک دفعہ حضرت مسیح زمین پر آئے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہو گئے دوبارہ آ کر وہ کیا بنائیں گے کہ لوگ (مسلمان) ان کے آنے کے خواہش مند ہیں۔'' معاذ اللہ

۳...... ''حق بات یہ ہے کہ آپ (حضرت مسیح علیہ السلام) سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔'' (معاذ اللہ یہاں حق بات کہہ کر قرآن میں ذکر کئے ہوئے معجزات کا بھی انکار ہے۔)

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۶، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)

۴...... ''آپ (حضرت مسیح علیہ السلام) کے ہاتھ میں مکر و فریب کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔''

(معاذ اللہ) (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

۵...... ''آپ (حضرت مسیح) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔'' (معاذ اللہ) (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

علماء اسلام نے جب مرزا قادیانی کے ان کلمات پر گرفت کی تو خود مرزا قادیانی ہی کی زبان سے سنئے کہ ان علماء کو (حافظ جی نے تو ہمیں جھوٹا کہا مرزا قادیانی) مفسد و مفتری بتا کر کس انداز سے اپنی بریت کا اظہار فرماتے ہوئے حضرت مسیح کے بھائی بہن بتا کر مکرر گستاخی کر رہے ہیں۔

"مفسد و مفتری وہ شخص ہے جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا......
مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں، یسوع کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھے۔" (کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

ہم نہیں جانتے کہ مرزا قادیانی کا اعتقاد وہ ہے جو حافظ جی لکھتے ہیں کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام بغیر باپ پیدا ہوئے یا یہ جس میں ان کی دادیاں، نانیاں اور حقیقی بھائی بہن بتائے گئے۔ اگر پہلا ہے تو اس کا مرقعہ حوالہ نمبر ا سے ظاہر کہ حضرت مسیح کو برساتی کیڑوں سے تشبیہ دی گئی اور اگر دوسرا ہے تو اس کی شان ناظرین نے دیکھ ہی لی کہ دادیاں اور نانیاں بھی بنیں اور انہیں شنیع گالیاں بھی دی گئیں۔

حافظ جی کہتے ہیں کہ ان کا عقیدہ بدلتا رہتا تھا پہلے حیات مسیح کے قائل تھے پھر وفات مسیح کا عقیدہ تصنیف کیا۔ ممکن ہے کہ اس عقیدہ میں بھی ایسا ہی پیچ ہو۔ بہر صورت دونوں طرح گالیاں دیں گستاخیاں کیں پھر ان سے توبہ بھی نہ کی لہٰذا جرم ثابت۔

یہ داؤ پیچ عقلاء کے سامنے نہ چل سکا ہے نہ چل سکے گا کہ مسیحیوں کو ملزم بنانے کے لئے جواب میں تھیں، اس لئے کہ اخبار بدر اور کشتی نوح ص ۱۶ کے حوالہ نے تو صاف ظاہر کر دیا کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں بھی یہی کہا گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

نکاح آسمانی

محمدی بیگم سے مرزا قادیانی کے مفروضہ نکاح کے باب میں حافظ جی نے ہمارا اعتراض اس طرح نقل کیا ہے کہ "نکاح والی پیش گوئی پوری نہ ہوئی۔" اس کا جواب سیدھا سا تو یہ تھا کہ "پوری ہو گئی" مگر چونکہ یہ جواب امر واقعہ کے خلاف تھا لہٰذا حافظ جی صاحب نے سوک رشی جی کے بروزی حیثیت سے عجیب و غریب تاویل فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے۔

۱...... نکاح کی پیش گوئی صرف اس غرض سے تھی کہ محمدی بیگم کے خاندان کے لوگ جو بے دین تھے ان کو نکاح کا نشان دکھا کر دیندار بنائیں۔

۲...... احمد بیگ (پدر محمدی بیگم) نے توبہ نہ کی وہ ہلاک ہو گیا۔

۳...... پیش گوئی میں توبہ کی شرط تھی توبہ توبہ...... الخ! توبہ سے یہ سب باتیں ٹل گئیں تقریباً سارا خاندان مرزائی بن گیا۔ لہٰذا توبہ سے نکاح ٹل گیا۔

تحریر اگرچہ طویل ہو جائے مگر ہم مجبور ہیں چونکہ مرزائی پورا حوالہ دیکھ لینے کے بعد بھی باتیں بنانے کی عادت رکھتے ہیں اور کسی وجہ سے اگر مختصراً حوالہ کا ذکر کر دو تو فوراً جھوٹ کا الزام دے دیتے ہیں۔ لہٰذا اس باب میں بھی ہم تفصیل کے ساتھ حوالہ پیش کر کے فیصلہ اہل نظر پر چھوڑتے ہیں۔

جواب اور اس کا ثبوت

محمدی بیگم کے خاندان کے لوگ بے دین نہ تھے اس کا ولی یعنی باپ ایسا دیندار کہ اس کے ساتھ مرزا قادیانی محبت کا اظہار کرتے اور اس کے اسلام کو تسلیم کرتے ہیں، یہ وہی ہیں جن کو حافظ جی کہتے ہیں کہ "توبہ نہ کی ہلاک ہو گیا۔"

نامہ مرزا قادیانی بنام مرزا احمد بیگ صاحب پدر محمدی بیگم مورخہ ۱۷ جولائی ۱۸۹۲ء

مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

آپ کے دل میں اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل آپ کی طرف سے بالکل صاف ہے۔ قادر مطلق سے آپ کے لئے دعائے خیر و برکت چاہتا ہوں۔ کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں کہ تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ ہمیں خدائے قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا کہ آپ کو خدا کی تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اس جگہ ہوگا۔ ہزاروں پادری شرارت نہیں حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے لیکن خدائے تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا۔ جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدائے تعالیٰ آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔

غلام احمد

نامہ مرزا بنام مرزا علی شیر بیگ (محمدی بیگم کے پھوپھا مرزا کے لڑکے فضل احمد کے خسر) مورخہ ۴ مئی ۱۸۹۱ء

مشفقی مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کو غریب طبع نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں، آپ کو ایک خبر سناتا ہوں آپ کو اس سے بہت رنج گزرے گا۔ میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری تاریخ اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے۔ میری نسبت ان لوگوں نے پختہ ارادہ کر لیا ہے۔ کہ اس کو خوار کیا جائے ذلیل کیا

جائے۔ روسیاہ کیا جائے، اب مجھ کو بچالینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ (اللہ نے نہ بچایا لہذا آپ کیا بنے؟) اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور بچالے گا۔ (اس نے نہ بچایا ثابت ہوا کہ اس کے نہ تھے) (آگے چل کر ایک طویل عبارت لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ) آپ اپنی بیوی سے کہئے کہ وہ اپنے بھائی کو مجبور کریں، ان کو چھوڑ دینے کی تنبیہ کریں تاکہ وہ بہن کے دباؤ سے مجبور ہو کر محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی سے کر دیں اور اگر آپ کی بیوی ایسا نہ کرے گی تو میں اپنے بیٹے فضل احمد سے کہوں گا کہ اپنی بیوی (یعنی) آپ کی لڑکی کو طلاق دے اگر اس نے میرا کہنا نہ مانا تو میں اسے عاق کر دوں گا اور وراثت سے محروم کر دوں گا۔ (ملخص مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۲۱)

(ناظرین انصاف کریں کیا مجدد و مسیح و نبی کی یہی شان ہوتی ہے؟) ان ہر دو خطوط کے اقتباس نے اگرچہ بہت سی باتوں کو واضح کر دیا مگر ہم سر دست ان امور ہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

۱...... مرزا احمد بیگ مسلمان تھے اچھے آدمی تھے، مرزا قادیانی کا دل ان کی طرف سے صاف تھا بلکہ ان سے بے حد محبت تھی۔ لہذا ان کی موت کسی جرم کے سبب سے نہیں ہوئی۔ وہ مسلمان تھے اسلام پر مرے ہاں جرم صرف اس قدر تھا کہ جوان بیٹی بوڑھے بے دین مرزا قادیانی کو کیوں نہ دی۔

۲...... نکاح کی تحریک صرف الہام کے سبب کی گئی ہے۔ نکاح ضرور ہوگا۔ اس لئے کہ پادریوں اور ہندوؤں کے لئے نشان ہے اگر دوسری جگہ ہوگا تو تکلیفیں ہوں گی اور آخر مرزا قادیانی ہی سے ہوگا۔

۳...... اگر نکاح نہ ہوگا تو مرزا قادیانی خوار ذلیل روسیاہ ہو جائیں گے۔

بقول مرزا قادیانی نکاح نشان مسیح آخر الزمان ہے اور وہ ظاہر نہ ہوا

اور آگے چلئے اور دیکھئے کہ مرزا قادیانی اس نکاح کو مسیح موعود کا نشان بتاتے ہیں۔ محمدی بیگم کے خاندان والوں کی اصلاح سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کا ذکر کرتے ہوئے کہ مسیح بن مریم دنیا میں اتریں گے شادی کریں گے...... الخ! جناب مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔

”تزوج سے مراد خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہوگا، جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی موجود ہے گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)

پھر صفحہ ۵۴ پر فرماتے ہیں کہ "براہین احمدیہ میں بھی اس پیش گوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ تیسری زوجہ جس کا انتظار ہے، یہ ایک چھپی ہوئی پیش گوئی ہے جس کا سر اس وقت کھولا گیا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

اب بھی کیا اس کے ثبوت میں کوئی کسر رہ گئی کہ اس نکاح کو مرزا قادیانی مسیح موعود کا نشان بتا رہے ہیں۔ پس بقول مرزا قادیانی اگر یہ نشان ظاہر نہ ہو نکاح نہ ہو تو وہ مسیح موعود نہیں۔ بقول مرزا قادیانی نکاح تقدیر الٰہی ہے جو ٹل نہیں سکتی وہ ٹل گئی لہٰذا تقدیر نہ تھی۔ جناب مرزا قادیانی نے متعدد مقامات پر اس مضمون کو ظاہر فرمایا کہ یہ نکاح ہونا خدا کا ایسا وعدہ ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ ان خطوط میں بھی اس کا ذکر۔ یہاں مزید ایک اور حوالہ دیکھ لیجئے۔ اشتہار نصرت دین مورخہ ۲ رمئی ۱۸۹۱ء میں فرماتے ہیں۔ "خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار پاچکا ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی خواہ پہلے باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدائے تعالیٰ اس کو بیوہ کر کے میری طرف لائے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۲۱۹)

توبی توبی کی شرط اور اس کا پورا نہ ہونا

اب جناب حافظ جی صاحب کی ان دونوں رکیک تاویلوں پر نظر ڈالئے کہ توبہ سے نکاح ٹل گیا احمد بیگ نے توبہ نہ کی وہ ہلاک ہو گیا۔

حافظ جی کو یا تو خبر ہی نہیں یا دیدہ دلیری ہے یا طوطی کی صدا۔ جہاں کہیں بھی اس نکاح کو قسم کے ساتھ مؤکد کرتے ہوئے وعدہ ربانی بتایا گیا اس کا آسمان پر منعقد ہونا ظاہر کیا گیا وہاں کہیں توبہ کا ذکر تک نہیں آیا اور اگر بالفرض توبہ کو شرط بھی قرار دیا جائے تو عذاب اور بلا کے لئے نہ کہ نکاح کے لئے۔ پھر توبی توبی کے صیغوں پر نظر ڈالئے کہ یہ مؤنث کے صیغے ہیں۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی ان کا ترجمہ اور مطلب بیان فرماتے ہیں۔ (حقیقت الوحی ص ۱۸۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۴)

''اے عورت! توبہ کر توبہ کر کیونکہ تیری لڑکی اور تیری لڑکی کی نانی پر ایک بلا آنے والی ہے۔"

ا..... مرزا قادیانی نے خود واضح کر دیا کہ اس کی مخاطبہ محمدی بیگم کی والدہ ہیں ان کے توبہ کرنے سے ان کی والدہ اور محمدی بیگم کی بلائیں ٹلیں گی۔ محمدی بیگم کی نانی پر کیا بلا آنے والی تھی جو ٹلی؟ خبر نہیں محمدی بیگم پر جو بلا آنے والی تھی وہ بقول حافظ جی ٹل گئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ محمدی بیگم کی والدہ نے توبہ کی۔

اب سوال فقط اسی قدر باقی رہ گیا کہ جب مرزائی توبہ سے مراد مرزائی بنانے رہے ہیں تو کیا محمدی بیگم کی والدہ نے مرزائیت کو قبول کیا؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ جب نہیں تو وہ بلا بھی کیوں ٹلی؟ پھر یہ کہنا کہ ''قریباً سارا خاندان مرزائی بن گیا۔'' کھلا جھوٹ۔

مرزا احمد بیگ کا اسلام پر مرنا ظاہر۔ حافظ جی کو تسلیم کہ مرزائی نہیں ہوا ان کا داماد محمدی بیگم کا شوہر مرزائی نہیں ہوا۔ محمدی بیگم الحمدللہ مسلمہ ہے بلکہ اس کی اولاد بھی ماشاءاللہ مسلمان وہ اور اس کے قریبی اعزاء واقرباء سب کے سب بمنہ تعالیٰ اسلام پر قائم اور مرزائیت سے بیزار بلکہ ان علمائے حقانی کے اعوان وانصار جو مرزائیوں سے برسر پیکار۔ پھر بلا ٹلی تو کیوں ٹلی؟

۲...... نکاح بلا ہے؟ عذاب ہے؟ یا کیا؟

مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ''یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور رحمت کا نشان ہوگا۔ ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۸ء میں مندرج ہیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۱،۲۸۸، خزائن ج ۵ ص ۲۸۶)

توبی توبی کے کلمات کو اگر شرط مان بھی لیا جائے تو اس سے بلا ٹلنی چاہئے، نہ کہ رحمت وبرکت۔ پس یا تو یوں کہا جائے کہ نکاح نہ تھا بلا تھا۔ (محمدی بیگم کے لئے نہ سہی مرزا جی کے لئے سہی) یا یہ کہئے کہ توبہ کا علاقہ نکاح سے نہ تھا۔ دونوں شکلوں میں ہمارا دعویٰ ثابت۔ ہمارا بیان صرف نفس نکاح کے متعلق تھا کہ:

۱...... اس کو مقدر بتایا گیا۔

۲...... خدا کا نہ ٹلنے والا وعدہ کہا گیا، وہ ٹل گیا۔ لہٰذا خدا کا وعدہ نہ تھا۔ مقدر نہ تھا اور مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ جھوٹا، الہام جھوٹا۔

۳...... مرزا قادیانی نے کہا کہ اگر یہ نکاح نہ ہوا تو۔

الف...... مرزا قادیانی ہر بد سے بدتر ٹھہریں گے، مفتری ہوں گے، کذاب ہوں گے۔

ب...... ان کے تمام دعوے جھوٹے ہوں گے۔

ج...... مرزا قادیانی ذلیل ہوں گے، روسیاہ ہوں گے، ناک کٹ جائے گی۔

کسی نے توبہ کی یا نہ کی، عذاب ٹلا یا نہ ٹلا۔ ہمیں سردست اس سے کچھ غرض نہیں۔ مرزا جی کے دعوے اور یہ امر واقعہ سامنے ہے کہ نکاح نہ ہوا۔ فیصلہ ہم نہیں کرتے خدا نے کیا اور جو ہونا تھا ہو گیا۔ مرزا قادیانی کو جو بننا تھا بن گئے۔ اگر سادہ لوح افراد کی آنکھیں اب بھی نہ کھلیں تو وہ جانیں۔

طاعون اور قادیان

جناب حافظ صاحب کی دیدہ دلیری ملاحظہ کیجئے کہ کس جرأت کے ساتھ ہم پر غلط بیانی کا الزام لگاتے اور دنیا کی آنکھوں میں کس طرح خاک ڈالنا چاہتے ہیں۔

حافظ جی لکھتے ہیں کہ "مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ قادیان میں طاعون نہ آئے گی یہ مولوی صاحب کی بالکل غلط بیانی ہے۔"

ناظرین فیصلہ کریں کہ ہم نے جو کچھ کہا تھا اس کی تفصیل یہ ہے یا نہیں؟

۱...... مرزا قادیانی نے مواہب الرحمٰن میں فرمایا: لنا من الطاعون امان (مواہب الرحمٰن ص ۴۳، خزائن ج ۱۹ ص ۳۳۲) ہم لوگوں کے لئے طاعون سے امان ہے۔ "لنا" کے مصداق چونکہ دنیا بھر کے مرزائی تھے جب مختلف مقامات سے مرزائیوں کے مرنے کی خبریں آنے لگیں اور معترضین نے اعتراض کیا ہوگا تو فرمایا: "خدا نے سبقت کر کے قادیان کا نام لے دیا ہے کہ قادیان کو اس (طاعون) کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔" (دافع البلاء ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۰)

قادیان چھوٹا سا قصبہ اس کی مختصر سی آبادی مگر جب اس میں بھی یہ حالت ہوئی کہ پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۲۰ اپریل ۱۹۰۳ء رقمطراز ہے۔ "قادیان آج کل پنجاب میں اول نمبر پر طاعون میں مبتلا ہے۔ بیس (۲۰) موتوں کا اوسط ہے۔ قصبہ میں ہلچل مچی ہوئی ہے۔" (ناظرین مرزا قادیانی کی مزعومہ الہامی الفاظ خوفناک تباہی کا اس عبارت پیسہ اخبار میں خاص لحاظ رکھیں نیز حافظ جی کے الفاظ بھی یاد رہیں کہ "جو لوگوں کو بدحواس کر دے۔" اس لئے کہ اس کی تفصیل ہلچل کے لفظ میں موجود ہے) پھر جب قادیان میں اس قدر طاعون پھیلا کہ ۳۱۳۔ اموات کی رپورٹ عام اخباروں میں شائع ہوئی تو مرزا جی کو خود تسلیم کرنا پڑا۔ چنانچہ لکھتے ہیں: الحکم قادیان ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء۔ "آج کل طاعون بہت بڑھتا جاتا ہے چاروں طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ (اس آگ لگنے پر خاص توجہ رہے بدحواسی شاید کسی اور چیز کا نام ہوگا۔) میں اپنی جماعت کے لئے خدا سے بہت دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کو بچائے رکھے۔" مگر دعا قبول نہیں ہوتی۔

مانگا کریں گے اب سے دعا ہجر یار کی
آخر تو دشمنی ہے اثر کو دعا کے ساتھ

مگر قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جب قہر الٰہی نازل ہوتا ہے تو بدوں کے ساتھ نیک بھی لپیٹے جاتے ہیں۔

سامعین کو یاد ہوگا کہ اس کے بعد ہم نے تذکرہ میں یہ بھی بتایا تھا کہ مرزا قادیانی نے اپنے گھر کو وسیع کرنے اور بڑا بنانے کے لئے چندہ مانگنے کا حیلہ بناتے ہوئے بھی لکھا تھا کہ ہمارا گھر طاعون سے محفوظ رہے گا لہٰذا اس میں بہت سے آدمیوں کے رہنے کی جگہ کرنے کے لئے بڑا بنانے کی ضرورت اور اس لئے روپیہ کی حاجت۔ پس لاؤ چندہ!!!

گھر تو اس بہانے سے بن گیا چندہ بھی خاطر خواہ مل گیا اب حافظ جی تو لکھتے ہیں کہ آج تک اس گھر کا چوہا بھی طاعون سے نہ مرا۔ مگر مرزا قادیانی (حقیقت الوحی کے ص ۳۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۴) پر اعتراف فرماتے ہیں کہ "جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ ہوا اور سخت گھبراہٹ شروع ہوگئی اور دونوں طرف ران میں گلٹیاں نکل آئیں۔"

حافظ جی شاید اس کی بھی تاویل فرمادیں کہ گھر سے مراد ہے وہ خاص کمرہ جس میں مرزا قادیانی سوتے تھے بلکہ کمرہ سے مراد بھی وہ چارپائی جس پر وہ آرام فرماتے تھے بلکہ چارپائی سے بھی ان کا جسم یعنی مرزا قادیانی کے جسم میں حلول کر گیا وہ طاعون سے نہ مرا۔

یہ سوک رشی کی تاویلات کا نمونہ ہے وہ فرمائے جائیں۔ پیراں وتہ وعبدالکریم کی روحیں اب دنیا میں آ کر نہ بتائیں گی کہ وہ خود مرزا قادیانی کے گھر ہی میں طاعون سے مرے تھے۔ محمد افضل و برہان الدین ومحمد شریف ونور احمد وغیرہ خاص خاص مرزائی اب بول ہی نہیں سکتے کہ وہ کس درجہ کے فدائی تھے اور قادیان ہی میں مرزا قادیانی کی دیکھتی آنکھوں طاعون ہی سے ہلاک ہوئے۔ (دیکھو ذکر الحکیم ص ۹۱)

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ

ہم حیران ہیں کہ حافظ جی کے جھوٹ کہاں تک جتائے جائیں ہم نے ہرگز اپنی تقریر میں مباہلہ کا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ اس آخری فیصلہ اور دعا کو یاد دلایا جس کی تصدیق میں مرزا قادیانی نے اس عالم کو چھوڑا۔

مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے باب میں اشتہار دیا جس کا عنوان ہی یہ بتا دے گا کہ یہ فیصلہ تھا نہ کہ مباہلہ۔ عنوان یہ ہے: "مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ"

سارا اشتہار پڑھ جایئے لیکن ایک جگہ بھی اگر مباہلہ کا لفظ مل جائے یا کہیں یہ بھی لکھا ہوا نظر آئے کہ اس دعا کے مقابلے میں مولوی صاحب موصوف بھی یہی دعا فرمائیں جیسا کہ ڈوئی اور دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں مرزا قادیانی نے لکھا تو ہم ذمہ دار۔ پھر مزید ثبوت کے لئے جناب مرزا قادیانی کے حکم سے ان کے رشتہ دار نے جو حکم نامہ جناب مولوی صاحب موصوف کے نام

جاری کیا اس کی عبارت ملاحظہ فرمایئے جو اس مضمون کو بالکل ہی واضح کر دیتی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب نے "حقیقت الوحی" کی اس دعوت عام کو دیکھ کر جو تمام علمائے اسلام کو مرزا قادیانی کی طرف سے دی گئی تھی مرزا قادیانی کو لکھا کہ "کتاب حقیقت الوحی بھیجئے تا کہ میں مباہلہ کی تیاری کروں۔" اس کے جواب میں انہیں بحکم مرزا قادیانی لکھا جاتا ہے کہ "آپ کا خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پہنچا جس کے جواب میں آپ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آپ کی طرف حقیقت الوحی بھیجنے کا ارادہ اس وقت ظاہر کیا گیا تھا جس وقت مباہلہ کے واسطے لکھا گیا تھا کہ مباہلہ سے پہلے پڑھ لیتے مگر چونکہ آپ نے اپنے واسطے تعین عذاب کی خواہش ظاہر کی اور بغیر اس کے مباہلہ سے انکار کرکے اپنے لئے فرار کی راہ نکالی اس واسطے مشیت ایزدی نے آپ کو اور راہ سے پکڑا اور حضرت حجۃ اللہ مرزا قادیانی کے قلب میں آپ کے واسطے ایک دعا کی تحریک کی اور دوسرا طریق اختیار کیا۔" اس عبارت سے ناظرین نے بخوبی اندازہ لگالیا ہوگا کہ یہ دوسرا طریق مباہلہ نہیں بلکہ تعیین عذاب بصورت دعا ہے اور مشیت ایزدی کے مطابق یہی آخری فیصلہ ہے۔ اس دعا کا اثر فیصلہ کر دے گا کہ اس باب میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔

مرزا قادیانی کی دعا

"اے میرے آقا! اے میرے بھیجنے والے!...... میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اٹھا لے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۹)

ہم نے اس دعا کے اثر کا ذکر کیا جو دنیا نے دیکھ لیا مگر اس سے زیادہ شرمناک جھوٹ اور کیا ہوگا کہ حافظ جی اب تک اس کو مباہلہ کہے جاتے ہیں حالانکہ مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد جب تمام ہندوستان میں اس دعا کی صداقت کا تذکرہ ہوا اور تمام اہل بصیرت نے حقیقت کو جان لیا تو تمام مرزائی ٹولی نے پورا زور لگایا۔ آخر تین سو روپیہ کا انعام مقرر کیا اور یہی چیلنج دیا کہ "یہ فیصلہ نہ تھا مباہلہ تھا۔" مرزائی خلیفہ نمبرا کے وکیل منشی قاسم علی صاحب میدان مقابلہ میں آئے۔ سردار بچن سنگھ بی۔ اے پلیڈر فریقین کی طرف سے مسلمہ حکم مقرر کیے گئے۔ منشی قاسم علی صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب میں مباحثہ و مناظرہ ہوا، آخر انجام مبلغ تین سو روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے بحکم حکم مرزائیوں سے وصول کیا اور غیر جانب دار حکم نے یہ فیصلہ دیا۔ (تحریر میں گو قدرے طوالت ہو جائے مگر ہم اس کے بعض کلمات بجنسہ لکھ دیتے ہیں۔)

"میں صاف اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ مرزا قادیانی کے اس جہان فانی سے بحیات مولوی ثناء اللہ صاحب رحلت فرمانے سے مرزا قادیانی کی دعا مندرجہ اشتہار خدائے تعالیٰ نے قبول فرمائی اور اس قبولیت کا اظہار خود مرزا قادیانی نے اپنی زبان مبارک سے کیا۔

۱۵/ اپریل ۱۹۰۷ء والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا قادیانی نے دیا تھا۔ خدا نے الہامی طور پر جواب دیا تھا کہ میں نے تمہاری یہ دعا قبول کر لی۔"

(بلفظہ دستخط سردار بچن سنگھ بی۔اے پلیڈر ۲۱/ اپریل ۱۹۱۲ء)

سردار بچن سنگھ کے فیصلہ کے مطابق ہی نہیں ایسے خدائی فیصلہ کی رو سے جس کو سارے عالم نے دیکھ لیا ہم بھی اس کی بڑے زور سے تائید کرتے ہیں مرزا جی کی اور دعائیں قبول ہوئیں یا نہ ہوئیں مگر یقیناً خدا نے مرزا قادیانی کی یہ دعا ضرور قبول کی اور دنیا کو دکھا دیا کہ اس مقابلے میں حق پر کون تھا اور باطل پر کون۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی ہیضہ میں مبتلا ہوئے، لاہور میں مر گئے، قادیان میں دفن ہوئے اور مولوی ثناء اللہ قلعہ مرزائیت پر گولہ باری کے لئے اب تک موجود۔

ڈاکٹر عبدالحکیم اور مرزا قادیانی

حافظ جی ہماری شکایت کرتے ہیں کہ: "ڈاکٹر عبدالحکیم کی پیش گوئی کی طرف اشارہ کیا اور حقیقت کو بے نقاب نہیں کیا۔" ہمیں افسوس ہے کہ وہ ہمارے بلانے کے باوجود بھی دیوار کے پیچھے ہی رہے اگر سامنے آجاتے تو ہم "بے نقاب" بھی کر دیتے۔

ناظرین نے حافظ جی کی نمبر ۳ دو ورقی میں دیکھا کہ جتنے دعوے بھی انہوں نے کئے ثبوت کسی ایک کا بھی نہیں دیا۔

۱...... کیا مرزا قادیانی کے وہ الفاظ وصیت نامہ لکھے جن میں انہوں نے یہ تحریر فرمایا کہ وہ فلاں تاریخ سے تین برس کے اندر مر جائیں گے۔

۲...... یہ حوالہ دیا کہ ڈاکٹر صاحب نے کب اور کن الفاظ میں اپنی سابقہ پیش گوئی میں ترمیم کی؟ اب حافظ جی کی یہ تمنا ہے کہ ہم ہی ان کا نقاب اٹھائیں تو یہ لیجئے ناظرین ملاحظہ کریں کہ نقاب کے اندر کیا ہے؟

پہلے یہ معلوم کیجئے کہ مرزا قادیانی اپنی عمر کے متعلق خود ہی کیا ارشاد فرماتے ہیں:

"میری عمر کے چالیس برس پورے ہونے پر صدی کا سر بھی آپہنچا۔ (تریاق القلوب ص ۶۸، خزائن ج ۵ ص ۲۸۳)" (یعنی ۱۳۰۰ھ میں مرزا قادیانی کی عمر چالیس برس کی ہوئی)

(تریاق القلوب ص ۳۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۲ حاشیہ) پر فرماتے ہیں کہ خدا نے ان پر الہام

کیا" میں (خدا) تجھے (مرزا کو) اسی برس یا چند سال زیادہ اس سے کچھ کم عمر دوں گا۔" (اب یہ مرحومہ الہام بھی ایک لطیفہ ہے مرزا قادیانی کا الہام کرنے والا ایسی ہی تخمینی اٹکل کی باتیں کیا کرتا ہے۔) اس جگہ تخمینہ تھا تصریح کے ساتھ اور ملاحظہ کیجئے۔

"آخری زمانہ اس مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا دانیال نبی نے ۱۳۳۵ھ برس لکھا ہے جو خدائے تعالیٰ کے اس الہام سے مشابہ ہے جو میری عمر کی نسبت بیان فرمایا ہے۔"

(حقیقت الوحی ص ۲۰۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۸)

پس ان دونوں مرحومہ الہاموں کی رو سے مرزا قادیانی کو ۱۳۳۵ھ میں عمر (۳۵+۴۰)=۷۵ سال مرنا چاہیے تھا۔ یہی ان کا اعلان بھی بقول ان کے خدا کا الہام اور دانیال نبی کی دی ہوئی خبر۔ ان اقوال کے دیکھنے کے بعد اب فیصلہ بہت آسان ہو گیا اس لئے کہ اس میں تو غالباً کسی کو مجال انکار ہی نہیں کہ مرزا قادیانی ۱۳۲۶ھ میں مرے یعنی اپنی میعاد مقررہ سے (۱۳۳۵-۱۳۲۶=۹) پورے ۹ برس پہلے، اس کا سبب مرزا قادیانی بتائیں یا نہ بتائیں ہم بتائے دیتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالحکیم نے اعلان الحق ص ۴، ۵ پر جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ اعلان کیا کہ "صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا یعنی (۳) سال کے اندر میرے سامنے مرزا قادیانی مر جائیں گے۔"

اس کے جواب میں مرزا قادیانی اپنے اشتہار محررہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء میں فرماتے ہیں: "میں سلامتی کا شہزادہ ہوں کوئی مجھ پر غالب نہیں آ سکتا، بلکہ خود عبدالحکیم خاں میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوگا۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۵۰) (بقیہ عبارت مرزائی حقیقت کا اظہار نمبر ا میں ملاحظہ کیجئے)

اس میں مرزا قادیانی نے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے مرنے کی پیش گوئی کس صفائی کے ساتھ کی اس لئے ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب نے غضب میں آ کر اس وقت سے ۱۴ مہینے کی میعاد بتائی۔ جس کے جواب میں مرزا قادیانی فیصلہ فرماتے ہیں اور اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ دعویٰ یہ ہے کہ الہام ہوا کہ اشتہار تبصرہ ۵ر نومبر ۱۹۰۷ء درمیان میں عبارت محذوف (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

"اپنے دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم سے کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ کرے گا میں تیری عمر بڑھا دوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشین گوئی کرتے ہیں۔ سب کو جھوٹا کر دوں گا اور تیری عمر بڑھا دوں گا جو تیری موت چاہتا ہے وہ خود تیری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے۔ تیرے مخالفوں کا اخزاانا تیرے ہی

ہاتھ سے مقدر تھا۔" اور آگے بڑھیئے اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کا بدرو یکھئے کہ انتقال سے دو دن پہلے بھی جناب مرزا قادیانی اسی مرحوم سا الہام کو اپنی صداقت کا معیار بتا رہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس الہام میں دو خاص وعدہ ہیں اور ان کا خدا کی طرف سے ہونا تاکید بیان کیا جا رہا ہے۔

ا...... (مرزا قادیانی) کی عمر بڑھا دوں گا۔

۲...... (مرزا قادیانی کا دشمن ڈاکٹر عبدالحکیم) اصحاب فیل کی طرح نابود ہوگا۔ ان کا اخزاوافنا (مرزا قادیانی کے) ہاتھ میں مقدر تھا۔

پس کیا مرزا قادیانی کی عمر بڑھی؟ نہیں بلکہ ۹ برس پہلے مرے۔

کیا ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرزا قادیانی کے سامنے مرے؟ اس لئے کہ ان کا مرنا اور فنا ہونا مرزا قادیانی کے ہاتھ سے مقدر تھا۔ نہیں بلکہ وہ اب تک زندہ ہیں اور مرزائیت کے انہدام میں مصروف۔ لہٰذا یہ الہام جھوٹا ہوا اور سچے جھوٹے کا فرق ظاہر۔

تھوڑی دیر کے لئے اگر فرض بھی کر لیا جائے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنی پیش گوئی میں کوئی مزید ترمیم کی ہو نیز اگر برائے چندے یہ مان بھی لیا جائے کہ مرزا قادیانی نے اپنے تمام سابقہ مرحومہ الہاموں کے خلاف اپنے مرنے کی میعاد بھی تین سال بیان کر دی ہو تب بھی یہ الہام جھوٹے، ان کی عمر نہ بڑھی۔ ڈاکٹر عبدالحکیم ان کے سامنے نہ مرے بلکہ مرزا قادیانی ان کو اچھا بھلا چھوڑ کر چل دیئے۔

پس وہ مفتری، کاذب اور شریر ثابت ہوئے، حافظ جی کی اور دلیری دیکھئے۔

چہ دلاور ست دزدرا کہ بکف چراغ دارد

ہم سے پوچھتے ہیں (آخری صفحہ کے حاشیہ کی سطر کو ذرا غور سے پڑھیئے) "اس میں یہ کہاں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کی زندگی میں ڈاکٹر مرے گا؟" ہم جواب دیں یا ناظرین خود جواب دے لیں گے ہمیں ضرورت نہیں کہ ہاں ہاں اسی میں لکھا ہے کہ "عبدالحکیم میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہوگا۔" اسی میں لکھا ہے کہ "وہ خود تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔" ہمیں یقین ہے کہ اب ہمارے ناظرین ہی ان سے کہہ دیں گے کہ آنکھیں ہوں تو دیکھو دندان شکن جواب اس کو کہتے ہیں۔

حافظ جی کے متعلق تو ہمیں امید نہیں ہاں ہمارے وہ بھولے بھالے افراد جو ان کے بہکاوے میں آ کر مرزائیت کا شکار ہو گئے ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس ہدایت نامہ ہی کے ذریعے بحول اللہ وقوتہ ہدایت پا جائیں تو اچھا ہو۔ وما علینا الا البلاغ۔

التحقیق الصحیح فی حیات المسیح

امام بخاری پر اعتراض کی تہمت

حافظ جی کو ان کے مزعومہ مجدد کی وراثت میں اور کچھ ملا یا نہ ملا مگر اس کا ہم نے ضرور اندازہ لگا لیا کہ جھوٹ کا ورثہ ان کو کافی مقدار میں نصیب ہوا اسی لئے وہ ایسے بیان کے متعلق بھی جھوٹ بولتے ہوئے ذرا نہیں شرماتے جس کے سننے والے ان کے پڑوس ہی میں بہت سے موجود ہیں۔

ہم نے "متوفیک" کے معنوں (حافظ جی نے اسی طرح لکھا ہے) کے متعلق بخاری پر اعتراض ہرگز نہیں کیا۔ بلکہ حضرت امام بخاریؒ کی ذمہ داری کے متعلق یہ بیان کیا کہ وہ اپنی صحیح میں جہاں سند صحیح کے ساتھ احادیث کو ذکر فرماتے ہیں وہاں تعلیقات کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ (حافظ جی تو شاید تعلیق کی اصطلاح کو بھی نہ جانتے ہوں گے۔) حضرت ابن عباسؓ کا وہ قول جو امام بخاری نے نقل کیا اور مرزائی اس کو بڑی شدومد سے دلیل میں لاتے ہیں اس کو امام صاحب نے مستند احادیث میں داخل نہیں فرمایا بلکہ تعلیقات ہی کے ضمن میں ذکر کیا اور امام بخاری کی تعلیقات وآثار موقوفہ علی الصحابہ کے متعلق علامہ سخاوی "فتح المغیث" میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری کی روایات میں صحت کی ذمہ داری لے کر امام بخاری جس چیز کو نقل فرماتے ہیں وہ صرف وہی احادیث ہیں جن کی سند انہوں نے بیان فرمائی: "دون التعلیق والاثار الموقوفة علی الصحابه" نہ کہ تعلیقات اور وہ آثار جو کہ صحابہ پر موقوف ہیں۔" بقول سخاوی، امام بخاری ان کی ذمہ داری ہی نہیں لیتے۔

ہمارے اس کہنے کو "امام بخاری پر اعتراض" سے تعبیر کرنا ایک کھلا افتراء ہے۔ امام بخاری روایت میں بے حد محتاط جانتے تھے کہ اس اثر ابن عباس کے راوی ایسے مستند نہیں ہیں جیسے اور ان احادیث کے جو انہوں نے ذکر فرمائی اس لئے انہوں نے ان کو مسند ذکر ہی نہیں فرمایا کہ ان پر ذمہ داری رہے۔

اب وہ جرح ملاحظہ کیجئے جو اس اثر کے راوی پر علماء رجال نے فرمائی ہم نے اپنی طرف سے بے ثبوت نہ کچھ کہا، نہ کہیں احادیث وآثار کی جانچ پڑتال کتب اسمائے رجال سے ہوتی ہے اور اس کا یہ طریق۔

قسطلانی نے اس اثر کے اسناد کو اس طرح ذکر فرمایا: "وقال ابن عباسؓ فما رواه ابن ابی حاتم من طریق علی بن طلحة عنه فی قوله تعالیٰ یا عیسیٰ انی

متوفيك معناه مميتك "یعنی اس اثر کو حضرت ابن عباسؓ سے علی ابن طلحہ روایت کرتے ہیں لہٰذا قواعد فن رجال کے مطابق علی بن طلحہ کو دیکھا جائے گا کہ ان کی کیفیت کیا ہے؟

۱...... میزان میں موجود کہ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں "لہ اشیاء منکرات" دحیم کہتے ہیں کہ علی ابن طلحہ نے ابن عباسؓ سے تفسیر سنی ہی نہیں۔

۲...... خلاصہ میں کہا گیا۔ فسوئی فرماتے ہیں کہ علی بن طلحہ ضعیف ہے۔

۳...... تقریب میں ہے علی بن طلحہ سالم مولیٰ بنی عباس سکن حمص ارسل عن ابن عباس ولم یرہ من السادسۃ پس جو چھوٹی عمر میں ابن عباس سے جدا ہوئے ان سے تفسیر کو سنا ہی نہیں۔ منکرات کے راوی اور پھر ضعیف، ایسے راوی کی روایت سے استناد اور صاف صاف صریح آیات قرآن کریم اور امام بخاری ہی کی روایت کردہ اصح احادیث کے معنیٰ کو بدلنا مرزائی فریب اور دھوکہ نہیں تو کیا ہے۔ پھر اگر ابن عباس ہی کے قول سے استناد ہے تو ان کے بتائے ہوئے پورے معنیٰ کو ماننا صرف ایک لفظ کو لینا لا تقربو الصلوٰۃ (نماز کے قریب ہی نہ جاؤ) کو ماننا اور وانتم سکاریٰ (درآنحالیکہ تم نشے میں ہو) کو چھوڑنا تؤمنون ببعض وتكفرون ببعض نہیں تو کیا ہے؟ ابن عباس ہی کی بات مانتے ہیں تو دل ماشاء۔ آنکھیں کھولیں اور دیکھیں کہ انہوں نے متوفيك کے معنیٰ مميتك کس مطلب سے کہے اور وہ اس وعدہ ممیتک کے پورا ہونے کا وقت کب بتا رہے ہیں۔ (درمنثور ص نمبر ۳۶ ج ۲) عن ابن عباس قال قوله عزوجل يعيسىٰ انى متوفيك ورافعك اليّ قال انى رافعك ثم متوفيك فى آخر الزمان. ابن عباسؓ سے مروی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان انی متوفيك ورافعك کے متعلق فرمایا" میں تمہیں اٹھانے والا ہوں اور پھر آخر زمانہ میں تمہاری توفی کرنے والا ہوں۔" یعنی چونکہ واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہوتا لہٰذا ابن عباس اس امر کے قائل ہیں کہ پہلے رفع ہو گیا اور توفی آخر زمانہ میں ہو گی اور زیادہ تفصیل دیکھئے طبقات کبریٰ مطبوعہ یورپ ج اص ۲۶ پر موجود ہے۔" اخبرنا هشام ابن السائب عن ابيه عن ابى الصالح عن ابن عباس " (اس سند کے بعد ایک طویل اثر کو ذکر فرمایا جس میں حضرت عیسیٰ کے اٹھائے جانے کا مفصل حال ہے اس کا آخری جملہ یہ ہے)" ان الله رفعه (اى عيسىٰ بن مريم عليهما السلام) بجسده وانه حى الأن وسيرجع الى الدنيا فيكون فيها ملكا ثم يموت كما يموت الناس "حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم کو ان کے جسم کے ساتھ اٹھا لیا یقیناً وہ اب زندہ ہیں اور عنقریب دنیا کی طرف لوٹیں گے اس میں بادشاہ بنیں گے پھر جس طرح اور آدمی مرتے ہیں اسی

طرح مریں گے۔" ناظرین نے دیکھ لیا کہ ابن عباس کس صراحت کے ساتھ بیان فرما رہے ہیں۔
جو اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اس بت کو خدا سمجھے

حافظ جی کا پانچ سو روپیہ انعام

تین مہینے خواب غفلت میں پڑے رہنے کے بعد لوگوں کے جھنجھوڑنے سے ذرا آنکھ کھلی تو نیند کی اونگھ میں حافظ جی کو وہی گرو جی کی پرانی چال یاد آئی جس میں سادہ لوح بہت جلد پھنس جاتے ہیں، حافظ جی میں اگر ہمت اور جرأت تھی تو ہمارے بلانے ہی پر کسی سامنے آتے۔ ہم کیا ہیں کہ ہماری علمیت وہ دیکھتے۔ ہاں! اللہ جل وعلا رسول اللہ ﷺ وصحابہؓ نے جو کہا ہے وہ انہیں سناتے اور دکھاتے۔ اس وقت ان کی انعام بازی کی ساری قلعی کھل جاتی، روپیہ کے لالچی تو حافظ جی ہی ہوں گے کہ ماہانہ سو روپلی کے لئے باوصف بے علمی اشتہار بازی پر مجبور ہوئے۔ ہم یقیناً پہلے روز ہل کے مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے (جو مرزائیوں کے ہاتھوں برباد ہی ہو رہی ہے۔) ان سے کہتے کہ پانچ سو روپیہ کسی معتمد کے پاس جمع کیجئے اور نفس جواب لیجئے، اب کہ ہم اپنے بھولے بھائیوں کو سمجھانے کے لئے یہ سطور لکھ رہے ہیں کہ جب حسبۃ للہ انہیں مرزائی چال کا پول کھول کر دکھائے دیتے ہیں۔

حافظ جی لکھتے ہیں اور اپنی طرف سے نہیں اپنے گرو جی کی عمر بھر کی علمی پونجی کا خلاصہ سامنے لاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"ایک بھی ایسی مثال قرآن سے، حدیث سے، لغت عرب سے پیش کردیں کہ فعل توفی باب تفعل سے ہوا اور اس کا فاعل اللہ ہو اور مفعول کوئی انسان ہو اور پھر اس کے معنی قبض روح کے سوا قبض جسم وغیرہ کے ہوں۔" یہ تو ایک علیحدہ بات ہے کہ چونکہ شاید اونگھ کی حالت میں حافظ جی لکھ رہے ہیں لہذا مرزا قادیانی کی پوری تحریر یا تو سمجھ ہی میں نہ آئی یا لکھتے وقت پھر جھونکا آ گیا لہذا ان کے دعوے کو پوری طرح نہ لکھ سکے بہرنوع ہمیں تنقیح دعویٰ کے لئے اول یہ دکھانا ہے کہ قبض روح سے مرزا قادیانی کی کیا مراد ہے؟ اور ان کے نزدیک اس کے کیا معنی؟

الف...... "تمام مقامات میں توفی کے معنی موت اور قبض روح کئے گئے ہیں۔"

(ازالہ اوہام ص ۸۸۶، خزائن ج ۳ ص ۵۸۴)

ب...... "صرف ایک ہی معنی قبض روح اور موت کے لئے مستعمل تھا۔"

(ازالہ اوہام ص ۸۸۶، خزائن ج ۳ ص ۵۸۴)

ج...... اوّل سے آخر تک قرآنی محاورہ یہی ثابت کرتا ہے کہ ہر جگہ در حقیقت توفی کے لفظ سے موت ہی مراد ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۳۳۲ خزائن ج ۳ ص ۲۷۰)

ان تینوں حوالوں نے بتا دیا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک قبض روح اور موت دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ قبض روح کے معنی موت اور موت کے معنی قبض روح۔

اب اسی آیت کو لیجئے جو حافظ جی نے خود لکھی فقط ہم ہی نہیں کہتے بلکہ خود مرزا قادیانی اور ان کی ذریت بھی یہی کہنے پر مجبور ہوگی۔ ہر ترجمہ قرآن کریم یہی بتائے گا اور معمولی علم والا بھی جان جائے گا کہ اس آیت میں توفی کے معنی موت کے نہیں۔ ھو الذی یتوفکم باللیل ویعلم ماجر حتم بالنھار (وہی ہے جو تم کو رات کے وقت لے لیتا ہے اور جانتا ہے کہ تم نے دن میں کیا کیا)

کیا بقول مرزا قادیانی کوئی عقل والا یہاں یہ معنی کر سکتا ہے کہ وہی ہے جو تم کو رات کے وقت مار ڈالتا ہے اور کیا ہر آدمی رات کے وقت مر جاتا ہے۔

غور سے دیکھ لیجئے کہ توفی باب تفعل سے ہے فاعل اللہ ہے مفعول انسان اور معنی موت کے نہیں بلکہ نیند کے ہیں۔

اگر مرزائی یہ کہیں کہ نیند بھی تو مجازی موت ہے جیسا کہ مرزا قادیانی نے فرمایا "اس جگہ توفی سے مراد حقیقی موت نہیں بلکہ مجازی موت مراد ہے جو نیند ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۳۳ خزائن ج ۳ ص ۲۶۹)

تو اس مجازی کا جواب مرزا قادیانی کے خود کلمات میں کلمہ در حقیقت سے لیجئے یا تو یہ کہیئے کہ نیند در حقیقت موت ہے اور یا یوں کہیئے کہ توفی کے معنی در حقیقت موت نہیں، نیند کو حقیقی موت تو کوئی احمق ہی بتائے گا۔ لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ توفی کے معنی در حقیقت موت نہیں۔

پس جب توفی کے معنی موت کے کرتے ہوئے بھی مرزا قادیانی کے نزدیک اس سے مجازی موت یعنی نیند مراد لی جا سکتی ہے تو انہیں سوائے اپنے دعوٰی مسیحیت کے بطلان کے خوف کے کونسی دشواری حائل ہے کہ وہ انی متوفیک میں بھی ایسی ہی مجازی موت یعنی نیند مراد لے لیں جبکہ اثر امام حسن بصریؒ بھی اس کی تائید میں موجود اور بعض مفسرین اہل حق نے اس مراد کو ذکر بھی فرمایا پس یہ تو اچھی طرح واضح ہو گیا کہ توفی کے معنی در حقیقت موت نہیں تو دیکھنا یہ ہے کہ در حقیقت اس کے کیا معنی ہیں؟

کتب لغت میں تصریح کے ساتھ موجود کہ: التوفیٰ اخذ الشیء و افیا۔ توفّی کے (حقیقی) معنی ہیں کسی چیز کا پورا پورا لے لینا، موت کے معنی کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اس کو علامہ زمخشری جن کی امامت لغت عرب کو مرزاجی بھی تسلیم کرتے ہیں صاف بتا رہے ہیں کہ من المجاز توفیٰ وتوفاہ اللہ ادرکتہ الوفاۃ۔ یعنی توفّی موت کے مجازی ہیں حقیقی نہیں، مجازی معنی موت یا نیند وغیرہ میں اسی وقت لیا جائے گا جبکہ کوئی قرینہ موجود ہو ورنہ اپنے اصلی و حقیقی ظاہری معنی میں رہے گا۔ قرآن و حدیث سمجھنے کے لئے اصول کا متفق علیہ مسئلہ کہ۔

۱...... النصوص تحمل علیٰ ظواھرھا وصرف النصوص عن ظواھرھا الحاد نصوص کو ان کے ظاہری معنی پر حمل کیا جائے گا۔ نصوص کو ظاہری معنی سے پھیرنا الحاد ہے۔

۲...... اللفظ تحمل علی الحقیقۃ مالم یصرف عنھا صارف لفظ اپنے حقیقی معنی پر حمل کیا جائے گا۔ جب تک کہ اس کو پھیرنے والا (قرینہ) ظاہری معنی سے نہ پھیر لے۔ ان لغت و اصول کی باتوں کو سیدھے لفظوں میں یوں سمجھ لیجئے کہ توفّی کے اصلی معنی ہیں پورا پورا لینا۔ پس جہاں کہیں بھی یہ لفظ استعمال کیا جائے گا۔ اس کے اول یا بعد کے الفاظ قرینہ بن کر بتا دیں گے کہ کس چیز کا پورا پورا لینا مراد ہے اگر آگے پیچھے کا کوئی لفظ یا جملہ یہ ظاہر کرے گا کہ موت مراد ہے تو مجازی معنی موت کے ہو جائیں گے۔ نیند کا قرینہ ہوگا تو نیند کے۔ جزا و سزا کا ذکر ہوگا تو اس کے۔ حق لینے کا بیان تو اس کے۔ غرض جیسا قرینہ ہوگا ویسے معنی۔ مثلاً دوسری آیت لیجئے۔ واللہ خلقکم ثم یتوفکم ومنکم من یرد الیٰ ارذل العمر اس میں یرد الی الارذل العمر کا قرینہ معنی موت پر دلالت کرنے والا۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے موت کے معنی ظاہر کرنے کے لئے (ازالہ الاوہام میں ۳۳۰،۳۳۲، خزائن ج ۳ ص ۲۶۸، ۲۶۹) پر بہت سی آیتیں لکھیں مگر ان سب میں آگے پیچھے کے لفظ موت کا قرینہ ہیں، اس لئے موت کے معنی اور دیکھئے اللہ یتوفیٰ الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضیٰ علیھا الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمیٰ یہاں ایک ہی آیت میں توفّی کی دو شاخیں موجود ایک موت کی کیفیت، دوسری نیند کی حالت۔ دیکھنا یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے معاملے میں کونسی صورت ذکر کی گئی، جیسا کہ ہم نے ابھی بتایا کہ قرینہ توفّی کی مراد کو واضح کرے گا وہاں بھی ہمیں قرینہ ہی دیکھنا ہوگا۔

حافظ جی نے تو غالباً اونگھ کے سبب عجب بے تکا سوال کیا ہے کہ ”توفّی کے معنی قبض روح

کے سوا قبض جسم وغیرہ کے ہوں۔" پہلے تو انہیں یہ غور کرنا چاہئے کہ یہ دعویٰ کس نے کیا، کب کیا، کہاں کیا؟ کلمہ توفی ہی کے حقیقی معنی صرف قبض جسم ہیں۔"

مسلمانوں کا دعویٰ تو لغت کی رو سے صرف اس قدر ہے کہ توفی کے حقیقی معنی پورا پورا لینے کے ہیں۔ اگر کسی میں حوصلہ ہو تو یہ دکھائے کہ توفی کے معنی پورا لینے کے نہیں بلکہ صرف موت ہی کے ہیں، ہمارا دعویٰ ہے کہ "لینے" کے ساتھ جو قرینہ ہوگا اس قرینے کے مطابق "لینے" کا مطلب ہوگا۔

اب دیکھئے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق جہاں وعدہ متوفیک فرمایا گیا ہے وہاں کیا قرینہ ذکر میں آیا۔ آیت کریمہ ہے: "یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ" (اس آیت کا ترجمہ ہم مزید اتمام حجت کے لئے وہی کئے دیتے ہیں جو مرزا قادیانی کے خلیفہ اوّل صاحب نے کیا ہے) اے عیسیٰ علیہ السلام میں لینے والا تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں تجھ کو اپنی طرف۔

قرائن

۱.....حق تعالیٰ خطاب کرتا ہے عیسیٰ علیہ السلام سے یہ ایک نام ہے کس کا؟ روح اور جسم دونوں کے مجموعہ کا۔

۲..... توفی (پورا لینے) کا اطلاق کس پر ہوگا؟ عیسیٰ علیہ السلام کے وجود یعنی روح و جسم دونوں پر۔

۳..... رفع (اٹھانا) کس چیز کا ہوگا؟ روح اور جسم دونوں کا۔

۴..... توفی (پورا پورا لینا) رفع (روح و جسم کا اٹھانا) کس کی طرف ہوگا؟ اللہ کی طرف۔

پس ان قرائن نے صاف کر دیا کہ یہ توفی ایک علیحدہ قسم کی توفی ہے جس میں نہ نیند کی کیفیت، نہ موت کی صورت بلکہ شکل ہی سب سے جدا، یعنی توفی مع الرفع اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس طرح خاص جیسے بغیر باپ کے پیدا ہونا، انہی کے لئے مخصوص۔ اس توفی کا نمونہ کس آیت یا حدیث میں کسی دوسرے شخص کے لئے طلب کرنا سراسر بیہودگی بلکہ فریب اور دھوکہ دہی، اس شان کی توفی کا وعدہ کسی کے ساتھ کیا ہی نہیں گیا اور نہ کسی کی توفی اس طرح ہوئی بلکہ جس طرح ان کے پیدا ہونے کے انداز میں اعجاز اس طرح ان کی توفی بھی اعجازی۔ نظر بریں ہمیں خیال آتا ہے کہ ہندوستان میں ایک صاحب نے حیات مسیح علیہ السلام کو بدلائل ساطعہ ثابت کرتے ہوئے۔ مرزائی چیلنج کا جواب دیتے ہوئے تمام مرزائی پارٹی کو "ایک ہزار روپیہ انعام کا

چیلنج" دیا کہ "اگر فعل توفّی، رفع کے ساتھ مستعمل ہے اور فاعل دونوں کا اللہ ہو اور مفعول ذی روح ذات واحد ہو تو وہاں توفّی کے معنی اخذ مع الرفع ہی کے ہوں گے، نہ کوئی اور معنی۔ اگر کوئی مرزائی سارے قرآن کریم میں ایک مقام پر بھی اس کے خلاف دکھادے تو اسے مبلغ ایک ہزار روپیہ انعام ملے گا۔"

اس چیلنج کو دیئے ہوئے بھی برسوں گزر گئے مگر آج تک کسی مرزائی کو جواب کی جرأت نہ ہوئی، اس امر پر تمام مسلمانوں کا یقین و ایمان کہ یقیناً حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی انسان، اللہ کے بندے اور رسول عظیم الشان، بے شک حسب فرمان واخبار عالم ما یکون وکان سید انس وجان علیہ السلام اس دنیا میں مکرر تشریف لائیں گے۔ نکاح کریں گے۔ دجال کو قتل فرمائیں گے۔ پھر مدینہ منورہ ہی میں انتقال فرمائیں گے اور وہیں مقبرہ مبارکہ میں دفن کئے جائیں گے۔ حافظ جی نے آیہ کل نفس ذائقۃ الموت لکھی مرزا قادیانی نے ساری اس قسم کی آیتوں کو جمع کرکے اپنی انتہائی قوت صرف کردی، مگر سب بے کار گئی، اس لئے کہ ان کو تو اس وقت پیش کیا جائے۔ جبکہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کبھی موت ہی نہ آئیگی۔ بے شک بے شک وہ رجوع الی اللہ جس کے بعد پھر دنیا کی طرف نہ لوٹیں ہوگا اور ضرور ہوگا۔ ابھی رفع الی اللہ ہوا ہے۔

یہ کہنا کہ "اگر کسی نبی کو آئندہ کے لئے زندہ رکھنا خدا کی سنت ہوتی تو حضرت رحمۃ للعالمین (فداہ ابی وامی) کو رکھتا۔" کتاب وسنت سے جہالت پرمبنی۔ ممکن ہے کل کوئی یہ بھی کہے کہ اگر کسی نبی کو بغیر باپ کے پیدا کرنا خدا کی سنت ہوتی تو حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کو اس طرح بے باپ کے پیدا کرتا۔ اسی طرح دیگر معجزات انبیاء علیہم السلام کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے۔ لیکن دنیا جانتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ نرالی توفّی اور دوبارہ تشریف آوری کمالات محمدی ﷺ ہی کے اظہار کے لئے ہوئی کہ بنی اسرائیل کے نبی اولوالعزم بھی دنیا میں تشریف لائیں اور حضور انور ﷺ کے نائب وخلیفہ بن کر خدمات اسلام بجالائیں تاکہ بنی اسرائیل کے وہ لوگ جو مرض امتیاز نسلی میں مبتلا ہو کر یہ کہتے ہیں کہ ہم بنی اسمٰعیل میں پیدا ہونے والے نبی کو نہیں مانتے، ان کی گردنیں ٹوٹ جائیں اور وہ اسرائیلی نبی حضرت مسیح ناصری کو رحمۃ للعالمین سید المرسلین ﷺ کی اطاعت وخلافت کرتے ہوئے دیکھ کر سب کے سب اسلام لائیں اور سمجھ جائیں کہ یہ نبی سارے عالم کے نبی۔ ان کی امت میں نہ گورے کالے کا فرق، نہ حسب ونسب کا امتیاز۔ سب مساوات کے ساتھ ان کے دین میں داخل اور ساری دنیا ان کی امت میں شامل۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ بعثت الی الاسود والاحمر میں تو کالے گورے سب کے لیے مبعوث کیا گیا۔ رنگ و نسل کے امتیاز کو حضور ﷺ نے مٹایا آج اگر مرزائی حقیقی کو اصلی و حقیقی مسیح ناصری کے مقابلے میں نقلی اور جعلی مسیح بننے کی غرض سے ان کے ساتھ عناد و دشمنی ہے تو ہوا کرے اور ان کے چیلے اگر اسی عداوت کا اظہار بدیں الفاظ کرتے ہیں کہ "ہمیں بنی اسرائیل کے نبی کی حاجت نہیں۔" تو کیا کریں سارے عالم کے نبی (فداہ ابی و امی) اس ہرزہ سرائی کا جواب پہلے ہی فرما گئے کہ انا اولی الناس بعیسیٰ بن مریم...... الخ! حضرت سید المرسلین ﷺ کے اظہار شان ہی کے لئے رب العزت نے یہ حکمت رکھی کہ ظہور حضرت امام مہدی علیہ السلام کے وقت حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نزول فرمائیں تاکہ دنیا پر ظاہر ہو جائے کہ فاطمی النسل محمد بن عبداللہ مہدی علیہ السلام امامت کر رہے ہیں اور بنی اسرائیل کے نبی ان کے مقتدی۔ اگر کوئی جدید صاحب شریعت نبی آپ کے بعد آتے تو۔

۱...... وعدہ ختم نبوت کے خلاف ہوتا۔

۲...... ان کی شریعت کی ضرورت وعدۂ تکمیل دین کے خلاف ہوتی۔

اگر غیر صاحب شریعت جدید نبی آتے تو

۱...... وعدۂ خاتم النبیین کے خلاف ہوتا۔

۲...... ایسے نبی تو اور انبیاء کے بعد بھی آئے اس میں شان تخصیص نہ رہتی۔

سید المرسلین نبی الانبیاء ﷺ جن کی نبوت کا میثاق سب رسل و انبیاء علیہم السلام سے لیا گیا۔ ان کی خاص شان کا اسی طرح اظہار کہ نبی اولوالعزم صاحب شریعت (جن کی شریعت نافذ ہوئی مگر شرع مصطفوی سے منسوخ ہو چکی) تشریف لائیں مگر تابع شرع مصطفوی بن کر بمصداق یکون خلیفتی علی امتی ہو کر۔ اس لئے اس دلفریب منظر کو اس شادمانی و خوشی کے وقت کو حضور انور ﷺ اس طرح پیش فرماتے ہیں۔ بخاری صفحہ ۴۹۰ عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ کیف انتم اذا نزل عیسیٰ بن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم تم اس وقت کیسے (خوش) ہو گے جب عیسیٰ بن مریم آسمان سے تم میں نزول فرما ہوں گے اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہوگا۔

اللّٰهم امنا وصدقنا بما اخبرنا نبینا ﷺ

ان عیسیٰ علیہ السلام لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ ان عیسیٰ علیہ السلام یأتی علیہ الفنا

مذکورہ بالا احادیث کے متعلق حافظ جی نے ناحق یہ کہنے کی بھی تکلیف گوارہ فرمائی کہ "یہ کوئی معتبر روایتیں نہیں نہ صحاح ستہ میں ان کا وجود پھر قرآن ان کو رد کر رہا ہے۔ صحیح حدیثیں ان کو رد کر رہی ہیں۔"

یہاں انہوں نے یقیناً حق شاگردی مرزا ادا نہیں کیا۔ انہیں وہی کہنا چاہئے تھا جو ایسے مواقع پر مرزا قادیانی نے کہا جب بھی علماء نے کلام الٰہی کی تفسیر میں احادیث کو پیش کیا اور مرزا قادیانی کا دم بند ہوا تو مرزا قادیانی نے جھٹ کہہ دیا کہ۔

۱...... "جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اسے اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کرے۔"

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۵۱)

۲...... "اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔"

(اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

مسلمان تو یقیناً قرآن کریم کو اسی طرح سمجھتے ہیں جس طرح حضور صاحب وحی و کتاب ﷺ نے اپنی احادیث میں سمجھایا۔ مرزا قادیانی نے جب قرآن ہی کے متعلق یہ فرما دیا کہ "زمین سے اٹھ گیا تھا میں آسمان سے لایا ہوں۔" تو حدیثوں کا انکار کر دینا ان کے لئے کیا بڑی بات تھی۔

حافظ جی کو تو خبر نہیں مگر ہاں علم دین سے معمولی حصہ پانے والا بھی جانتا ہے کہ یہ کہنے سے کہ "کوئی معتبر روایتیں نہیں نہ صحاح ستہ میں ان کا وجود...... الخ!" کوئی حدیث غیر معتبر نہیں ہو سکتی۔ کیا صحاح ستہ کی حدیثوں کے سوا تمام احادیث غیر معتبر ہیں؟ اور کیا صحاح ستہ کی کسی حدیث میں کسی قسم کا ضعف ہے ہی نہیں؟ (اللہ اس جہالت سے پناہ میں رکھے)

۱...... پہلی حدیث علامہ ابن کثیر و ابن جریر نے اپنی اپنی تفاسیر میں باسناد صحیحہ نقل فرمائی۔ ایک سند ہم نقل کئے دیتے ہیں: "قال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن عبدالرحمن حدثنا عبداللہ بن ابی جعفر عن أبیہ حدثنا الربیع بن انس عن الحسن قال قال رسول اللہ ﷺ للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ۔" رسول ﷺ نے یہود سے فرمایا کہ یقیناً عیسیٰ علیہ السلام نہیں مرے اور وہ یقیناً تمہاری

طرف قیامت کے دن سے پہلے لوٹ کر آنے والے ہیں۔

۲...... وفد نصاریٰ بنی نجران کی دربار رسالت میں حاضری کا واقعہ سیرت کی کتابوں میں اس قدر شہرت کے ساتھ ذکر کیا گیا کہ تاریخ اسلام سے ادنیٰ مناسبت رکھنے والے کو بھی اس کی خبر ہوگی۔ ابن ہشام نے تفصیل لکھی جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ ہم نے اس واقعہ کے صرف اس قدر حصہ کو نقل کیا جس کا ہمارے مضمون سے تعلق تھا۔ اب اس کی سند بیان کئے دیتے ہیں: "اخرج ابن جریر ابن ابی حاتم عن الربیع قال ان النصاریٰ اتو رسول اللهﷺ فخاصموا فی عیسیٰ بن مریم علیه السلام وقالو له من ابوه وقالو علی الله الکذب البهتان فقال لهم النبیﷺ الستم تعلمون انه لا یکون ولداً الا وهو لیشبه اباه قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حتی لا یموت وان عیسیٰ یأتی علیه الفنا قالو بلیٰ "نصاریٰ حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے باب میں مخاصمہ کرنے لگے اور کہا کہ (اچھا بتاؤ) ان کا باپ کون ہے؟ پھر خدا پر جھوٹ بہتان باندھنے لگے۔ (یعنی ان کو خدا کا بیٹا بتایا۔) حضورﷺ نے فرمایا تم نہیں جانتے بیٹا ہمیشہ باپ سے مشابہ ہوا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا: ہاں! حضور نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب تو ایسا زندہ ہے کہ کبھی نہیں مرے گا ہی نہیں اور یقیناً عیسیٰ علیہ السلام پر فنا آئے گی۔ وہ بولے بے شک، یاللعجب کہ اصلی مسیحی تو حضور کے سامنے "ملیٰ" کہیں مگر جعلی و نقلی مسیح کے پیرو "لا" ہی کہے جائیں۔

حضور اکرمﷺ فرمائیں کہ وہ ابھی نہیں مرے بلکہ مریں گے۔ یہ کہے جائیں کہ نہیں وہ مر گئے۔ حافظ جی کا یہ کہنا کہ "قرآن ان کو رد کر رہا ہے۔ صحیح حدیثیں ان کو رد کر رہی ہیں۔" یہ صرف کہنا ہی کہنا ہے۔ اگر حوصلہ تھا تو کسی ایک آیت ہی میں دکھایا ہوتا کہ "ان عیسیٰ مات" عیسیٰ مر گئے۔" قرآن کریم میں تو کسی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے "موت" کا لفظ استعمال ہی نہ کیا گیا مگر وہی جہاں ان کے دوبارہ آنے کے بعد تمام اہل کتب کے ایمان لانے کا واقعہ بیان ہوا۔ یعنی ان من اهل الکتب الا لیومنن به قبل موته (اس کا ترجمہ بھی ہم وہی لکھ دیں جو مرزا قادیانی کے خلیفہ نمبرا نے لکھا شاید مرزائی اس کو دیکھ کر ہی ہدایت پا جائیں) ترجمہ "نہیں کوئی اہل کتب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے (عیسیٰ علیہ السلام کے) پہلے موت اس کی (عیسیٰ علیہ السلام) کے۔" (فصل الخطاب ج۲ ص۸۰) رہی توفی اس کی کیفیت ہم ظاہر کر ہی چکے۔

حافظ جی نے صحیح احادیث کا نام تو لیا مگر کوئی ایک حدیث ہی نقل کی ہوتی جس میں یہ موجود ہوتا کہ "عیسیٰ بن مریم علیہا السلام مر گئے۔" علمائے اسلام برسوں سے مرزائیوں کو للکار رہے ہیں کہ کوئی ایک حدیث ایسی ہی سہی جیسی ہم پیش کر رہے ہیں دکھاؤ جس میں موجود ہو کہ "عیسیٰ بن مریم مر گئے۔" مگر آج تک نہ کوئی دکھا سکا نہ دکھا سکے۔ ہاں اپنی خود رائی سے قرآن کریم کے معنی بدلے۔ احادیث کے معنی بدلے، اصح احادیث میں بیان کیا گیا کہ: "عیسیٰ بن مریم آسمان سے منارہ شرقی دمشق پر دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے۔ باب لد پر دجال کو قتل کریں گے۔ ۴۰، ۴۵ برس زندہ رہیں گے۔ سرکار دو عالم کی قبر انور پر حاضر ہو کر سلام عرض کریں گے۔ پھر مدینہ منورہ ہی میں انتقال فرمائیں گے۔ وہیں حضور انور ﷺ کے مقبرہ میں اس طرح دفن ہوں گے کہ ان کی قبر چوتھی ہو۔" (ملخصا)

اس سے زیادہ دجل و فریب اور کیا ہوگا کہ مرزا جی لغت کو بدلیں۔ صرف نحو کو بدلیں، ناموں کو بدلیں، اپنی ڈکشنری نئی بنائیں۔ تعجب ان پر ہی جو ایسے کھلے کھلے امور کو دیکھتے ہوئے بھی ان کے فریب میں آئیں اور سمجھانے پر بھی راہ راست نہ پائیں۔

مرزائی ڈکشنری کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

الفاظ	مرزائی ڈکشنری
عیسیٰ بن مریم	غلام احمد بن گھسیٹی
کدعہ	قادیان
منارہ	نور کی جگہ (اور وہ مینار جو مرزا قادیانی نے چندے سے بنایا)
شریف	خاندان مغل
قرآن	وہ جو مرزا قادیانی آسمان سے لائے۔ (معاذ اللہ)

الفاظ	مرزائی ڈکشنری
دو فرشتے	نور الدین و محمد احسن
باب لد	شہر لدھیانہ
دمشق	ظہور مسیح
قبر	جنت یا دوزخ کا ٹکڑا
حدیث	وہ جس کو مرزا قادیانی ردی کر کے نہ پھینکیں

وغیرہ ذلك من الخرافات

لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

خطبہ امام حسنؓ

حافظ جی نے کسی جگہ حضرت امام حسن علیہ السلام وعلیٰ آباۂ السلام کے خطبہ کے کلمات دیکھ لئے لہٰذا بے سوچے سمجھے لکھ ڈالا تا کہ لوگ یہ سمجھ لیں کہ حیات مسیح کے ثبوت میں ایک حوالہ دے تو دیا۔ اگر ذرا عقل ہوتی، عربی زبان کا کچھ علم ہوتا تو سوچتے کہ امام حسنؓ نے حضرت علیؓ کی رحلت کا ذکر فرماتے ہوئے صرف تاریخ کی اہمیت دکھاتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر فرمایا اور وہاں بھی اسی مسلمانوں کے عام اعتقاد کے مطابق حضرت علیؓ کے انتقال کی کیفیت کو قبض کے لفظ سے ظاہر کیا مگر حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے وہ لفظ نہ استعمال کیا بلکہ عرج کہا۔ اگر دونوں کی کیفیت یکساں ہوتی تو ایک لفظ استعمال ہوتا۔ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع وعروج کا مسئلہ صحابہ وتابعین سے لے کر آج تک ایسا مشہور چلا آرہا ہے کہ جہاں کہیں بھی کوئی بھی اس واقعہ کا کسی عنوان سے ذکر کرتا ہے اس مخصوص کیفیت عروج کی طرف کسی نہ کسی انداز سے اشارہ کر ہی دیتا ہے۔ وہی شان اس خطبہ کے کلمات میں بھی موجود ہے۔ حافظ جی نے حضرت ابن عباسؓ کا نام لیا ہم نے ان کا عقیدہ پیش کیا اب امام حسن کا ذکر کیا۔ لیجئے اب حضرت امام حسنؓ کا عقیدہ بھی ملاحظہ کیجئے۔ امام حسن مجتبیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیف تھلك امۃ انا اولھا والمھدی وسطھا والمسیح اخرھا" وہ امت کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے جس کا اول میں ہوں وسط امام مہدی ہیں اور آخر مسیح علیہ السلام۔ (مشکوٰۃ ص ۵۸۳) یہاں یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ مہدی اور ہیں اور مسیح دوسرے یعنی وہی مسیح بن مریم، یہ مرزائیوں کا فریب ہے کہ مسیح ومہدی دونوں ایک ہی ہیں۔

عمر مسیح علیہ السلام

ثبوت موت مسیح میں جناب حافظ صاحب حج الکرامہ کی ایک روایت پیش کرتے ہیں۔ (غالباً ان کے نزدیک یہ کتاب صحاح ستہ میں داخل ہوگی اس لئے کہ بقول ان کے صحیح حدیثیں تو فقط صحاح ستہ ہی میں ہیں) علمائے محققین نے اس قسم کی تمام حدیثوں کو جمع فرمایا جس میں حضرت مسیح کی عمر کا ذکر آیا اور جو فیصلہ مختلف احادیث میں تطبیق دینے سے کیا جا سکتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۲۰ سال ان کی عمر شریف کی وہ پوری مدت ہے جو اس زمین پر انہوں نے گزاری اور گزاریں گے۔ مرزائیوں کی عام عادت ہے وہی مرض حافظ جی میں بھی کہ کہیں سے آدھا پاؤ جملہ

لے لیا۔ حدیث کا کوئی جز وذکر کر دیا تحقیق کرنا پورے جملوں پر نظر ڈالنا یہ علماء کا کام۔ حافظ جی کو اس سے کیا نسبت۔ تحریر طویل ہوتی جاتی ہے۔ ورنہ ہم اس کی تفصیل بھی لکھ دیتے۔

قبر مسیح علیہ السلام

سامعین جلسہ وحضا کو یاد ہوگا ہم نے ترجمہ حدیث کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور رسول اکرم ﷺ کے مقبرہ میں دفن ہوں گے۔ قبر اور مقبرہ کا فرق معمولی اردو پڑھے ہوئے بھی جانتے ہیں۔ حافظ جی کی دھوکہ دہی کے لئے کہ اول ہمارے لفظ کو بدلا پھر یہ بیہودہ بات تراشی کہ "آنحضرت ﷺ کی قبر کو شہید کرنے کی کون مسلمان جرأت کرے گا۔" پھر قبر کی وہ نئی اصطلاح بتائی جو مرزائی ڈکشنری میں انہیں آنکھ بند کر کے نظر آئی، اور اس تحریف نے بھی ان کی کچھ حاجت روائی نہ کی بلکہ موجب رسوائی ہوئی جیسا کہ عنقریب ظاہر ہوگا۔

ان تمام لغو باتوں کے جواب میں ہم اپنے ناظرین کو مختصر اوہ فیصلہ سنادیں جو احادیث وآثار صحابہ میں موجود۔ ظاہری معنی کو بدلنا اور من گھڑت معنی لینا آپ نے دیکھ ہی لیا۔ اصول کا مسئلہ ہے کہ یہ الحاد ہے۔ حدیث میں جو لفظ آئے ان کا کھلا مطلب آثار صحابہ میں دیکھئے۔ وہ امام بخاری جن کی تعلیق وروایت کردہ اثر پر بھی حافظ جی اور تمام مرزائی پورا اعتماد رکھتے ہیں۔ اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں۔ صاحب درمنثور اس کو ج ۲، ص ۲۴۵ پر بدیں الفاظ درج کرتے ہیں: "اخرج البخاری فی تاریخه عن عبدالله بن سلام قال یدفن عیسیٰ علیه السلام مع رسول الله ﷺ وابی بکر وعمر فیکون قبره رابعاً" عبداللہ بن سلام جو یہود کے سب سے بڑے عالم تورات وانجیل کے زبردست فاضل مانے جاتے تھے اور اجل اصحاب رسول اللہ ﷺ میں سے ہیں، فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام رسول اللہ ﷺ وابوبکر وعمرؓ کے ساتھ دفن کئے جائیں گے پس ان کی قبر اس مقبرہ میں چوتھی قبر ہوگی۔

اس مضمون کی ایک مرفوع حدیث علامہ ابن جوزی محدث نے "کتاب الوفاء" میں نقل کی ہے جس میں حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں: "ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد له ویمکث خمساً واربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر (مشکوٰۃ ص ۴۸۰)" یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین کی طرف اتریں گے پھر شادی کریں گے۔ پھر ان

کی اولاد ہوگی اور ۴۵ برس کے بعد رحلت فرمائیں گے پھر میرے ساتھ میرے مقبرہ میں دفن کیے جائیں گے پھر حشر کو میں اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک مقبرہ سے اٹھیں گے ابو بکرؓ و عمرؓ کے درمیان۔ حافظ جی کہاں تک حدیثوں کا انکار کریں گے اور ان کی تحرف کو حدیثیں چلنے کب دیتی ہیں۔ قبر سے آپ نے باغ جنت مراد لیا تو قطع نظر اس کے قبر کا لفظ اس معنی کے لئے نہ بنایا گیا نہ اس معنی میں مستعمل نہ کسی لغت میں قبر کے یہ معنی آئے نہ زبان عرب کا کوئی محاورہ اس کا شاہد۔ لفظ دفن کو کیا کیجئے گا۔ باغ میں آرام کرنے کو دفن ہونا کس ملک میں بولتے ہیں؟ قادیان کا مخصوص محاورہ ہو تو عجب نہیں کہ وہاں کی ہر بات بے ڈھنگی۔ دنیا میں تو سیر و تفریح آرام کو دفن نہیں بولتے۔ پھر قبر کے معنی باغ جنت لینے پر رابعاً کی صفت کیسے چسپاں ہوگی، اور باغ جنت میں قبروں کی شمار کا کیا طریقہ ہوگا۔ تحریف کرتے شرم تو نہ آئی ہوگی اور تحریف بھی ایسی کھلی اور باطل تحریف کے کوئی اجہل بھی نہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے پھر شادی کریں گے پھر اولاد ہوگی۔ ۴۵ برس دنیا میں رہ کر انتقال فرمائیں گے۔ پس میرے مقبرہ میں دفن کیے جائیں گے۔ ایسے موقع پر کوئی کودن بھی نہ کہے گا کہ قبر کے معنی مراد نہیں باغ جنت ہے۔ باغ جنت تو ان حضرات کے غلاموں کے لئے بھی ہے اور ان کی قبریں قطعہ جنت بنی ہوئی ہیں مگر قبر کے معنی کا انکار تو کسی طرح بنتا ہی نہیں۔ حدیث میں یہ بھی ہے کہ پھر (حشر کو) میں اور عیسیٰ علیہ السلام ایک مقبرے سے اٹھیں گے۔ ابو بکر و عمرؓ کے درمیان۔ اب اگر قبر کے معنی واقعی مراد نہ لو، تو باغ جنت یہاں کس طرح مراد ہو سکتا ہے؟ حدیث شریف کا ایک ایک کلمہ حافظ کی اس تحریف کو باطل کر رہا ہے۔ مرزائیوں کی غیرت پر حیرت ہے کہ انہیں ایسی صریح باطل بات زبان سے نکالنے کی جرأت کس طرح ہوتی ہے۔

حافظ جی نے ہماری نقل کردہ ایک حدیث پر اور ہاتھ صاف کرنے کی کوشش بے جا کی۔ مگر بے چاروں نے حدیث پڑھی ہوتی تو یہ تمیز آتی کہ حدیث پر تنقید کس طرح کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے ناحق براہ عنادیہ لکھا کہ فلاں حدیث معتبر نہیں۔ ان کے لئے سیدھی سی بات وہی تھی جو مرزا قادیانی نے کہا کہ "جو حدیث ان کی مرضی کے خلاف ہو وہ ردی کی ٹوکری میں۔" معاذ اللہ وہ ناحق صاحب کنز العمال کو بدنام کرتے ہیں اور ابن عساکر کی تمام روایتوں کو ناقابل اعتبار بتاتے ہیں۔ انہیں اتنی تمیز کہاں کہ کسی کتاب کو نامعتبر کہنا تو کیا حدیث کو ضعیف کرے گا۔ اگر خاص

کسی حدیث پر جرح مبہم کی جائے وہ بھی پایۂ اعتبار سے ساقط نہیں ہوتی اور جرح مبہم کسی حدیث کو ناقابل استدلال نہیں کر سکتی ورنہ ہر حدیث کو جو چاہے نامعتبر بتا دیا کرے۔ کبھی اصول حدیث کو خواب میں بھی دیکھا ہے۔ کچھ بودی سی تھی تو وجہ ضعف لکھی ہوتی اور اور ایک حدیث ضعیف بھی ہوتی تو جب اس مضمون کی بکثرت صحیح حدیثیں وارد ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے تو انکار کا کیا محل؟ بلکہ فرض کرو کوئی اور حدیث اس مضمون کی نہ ہوتی صرف ایک حدیث ہی ہوتی اور وہ بھی ضعیف ہوتی تو کیا قابل انکار تھی؟ بقول مرزا قادیانی تھی تو حدیث ہی، کس مدعی مہدیت و مسیحیت کے الہام کی ڈینگ تو نہ تھی کیوں نہ مانی جاتی۔ ضعیف حدیث اس وقت چھوڑی جاتی ہے جبکہ وہ قوی و صحیح کے معارض ہو، اس کا معارض ہی کہاں ہے؟ افسوس بے علمی اور مدارک علیہ میں دخل دے کر اپنا ایمان برباد کرنا۔ اللہ ہدایت کرے۔

مؤطا امام مالک کی حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے اس سے یہ معنی نکالنا کہ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں تین مقبروں ہی کا ہونا مقدر تھا۔ حافظ جی کی مزید جہالت کا ثبوت ہے۔ حدیث میں اس کی رمق بھی نہیں یہ خالص افتراء اور محض بہتان ہے۔ غیرت ہو تو حدیث میں وہ لفظ بتائیں جس کا ترجمہ یہ ہو کہ حجرہ صدیقہ میں تین قبروں ہی کا ہونا مقدر تھا۔ آپ کے دین کا مدار ایسی افتراء پردازیوں پر ہی ہے؟ ثبوت شے کا نفی ماعدا کی دلیل کس نے مانا ہے؟ یہ تو ایک علمی اصول ہے آپ اس کو نہ سمجھ سکے تو اتنا سمجھنا بھی آپ کی عقل سے بالاتر تھا کہ خواب میں کسی کو ایک شے کے پیدا ہونے کی خبر ملنا اس کے اور اولاد ہونے کا انکار نہیں۔ خواب کے ذریعہ سے حضرت امام حسنؓ کی ولادت کی خبر دی گئی تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ حضرت خاتون جنت کے اور اولاد ہی نہ ہوگی۔ اگر حضرت صدیقہؓ کے اس خواب میں ان کے حجرۂ مبارکہ میں حضور سید عالم ﷺ اور شیخین جلیلین کے مدفون ہونے کی خبر ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ حضرت صدیقہؓ کے زمانہ میں یہ تین حضرات آرام فرمائیں گے۔ نہ یہ معنی کہ پھر اور قبر ہی نہ ہوگی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا دفن ان کے زمانہ میں نہیں اس لئے ان کی خواب میں اس کا بیان بھی نہیں اور بیان کی حاجت بھی کیا جبکہ صحیح حدیثوں میں صراحت کے ساتھ اس کا بیان موجود ہے تو کیا خواب میں اس کا بیان نہ ہونے سے ان تمام صحیح احادیث کا انکار جائز ہو جائے گا؟

نفس امر یہ ہے کہ مرزائی اور حدیث سمجھیں؟ وہ تو سمجھے ہیں، نہ سمجھیں گے، دین میں

سمجھ کے لئے ایمان شرط، جب شرط نہیں تو مشروط کہاں سے آئے؟

حدیث کو مرزا قادیانی اور ان کے حواریین کیا سمجھ سکتے ہیں جبکہ بقول حافظ جی مدتوں تک قرآن کریم کے لفظوں کو بھی مرزا قادیانی نہ سمجھ سکے بلکہ ان کے الہام کرنے والے نے بھی ان کو نہ سمجھایا برسوں ایسے عقیدہ میں مبتلا رہنے دیا جو ان کے خلیفہ نمبر ۲ کے نزدیک مشرکانہ عقیدہ ہے۔ حافظ جی کا دعویٰ ہے کہ "جب تک صریح طور پر مرزا قادیانی کو خدائے تعالیٰ نے خبر نہیں دی وہ بھی مسلمانوں کے رسمی عقیدہ کو تسلیم کرتے رہے۔" کیا حافظ جی نے یہ سمجھ لیا ہے کہ دنیا میں کوئی عقل والا رہا ہی نہیں جو اتنی موٹی بات کو بھی مان جائے کہ کسی معاملہ میں حرام وحلال جائز وناجائز کا امر یا نہیں دوسری چیز ہے اور ایک تاریخی واقعہ بلکہ ایک لفظ کے لغوی معنی دوسری چیز، مرزا قادیانی تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ "توفی کے معنی درحقیقت موت ہیں۔" تمام آیتیں تمام حدیثیں تمام لغت عرب بقول ان کے سب کے سب اس کی تائید کرتے ہیں پس اس سے اتنا تو ثابت ہو گیا کہ۔

ا...... مدتوں برسوں مرزا قادیانی تمام آیتوں، تمام حدیثوں، تمام لغت عرب کے معنی (بقول خود) غلط سمجھتے رہے اس وقت تک ان کے نزدیک بھی تمام آیتوں تمام حدیثوں تمام لغت عرب میں توفی کے معنی درحقیقت موت کے نہ تھے اب اس کے بعد سمجھے تو لغت عرب کے ذریعہ نہ سمجھے قرآن کے ذریعے نہ سمجھے حدیث کے ذریعہ نہ سمجھے بلکہ (بزعم خود) صرف اپنے الہام سے سمجھے، چنانچہ فرماتے ہیں۔ "اور میرے پر اپنے خاص الہام سے ظاہر کیا کہ مسیح بن مریم فوت ہو چکا ہے" اس الہام سے مرزا قادیانی یہ سمجھے کہ "توفی کے معنی درحقیقت موت ہی کے ہیں۔"

(ازالہ اوہام ص ۵۶۱، خزائن ج ۳ ص ۴۰۲)

پس اب نہ (مرزائیوں کو) قرآن سے مطلب، نہ حدیث سے غرض، نہ لغت عرب سے بحث، صرف یہ دیکھ لینا ہے کہ مرزا قادیانی کا الہام سچا یا جھوٹا خدا کی طرف سے ہے یا شیطان کی طرف سے؟ اس کی پہچان خدائے قدوس نے قرآن کریم میں بتا ہی دی کہ: "لو كان من عند غير الله لو جدوا فيه اختلافاً كثيرا" اگر یہ قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو تم اس میں بہت اختلاف پاتے یعنی جن الہاموں میں اختلاف ہو وہ خدا کی طرف سے نہیں۔ انصاف پسند حضرات بغور دیکھیں کہ اس مزعومہ الہام کی رو سے انی متوفیك کے معنی ہوئے "میں تجھے مارنے والا ہوں۔" چنانچہ بقول مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے۔ اب دوسرا مزعومہ الہام دیکھئے جناب مرزا قادیانی (براہین احمدیہ ص ۵۱۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲۴ حاشیہ) میں فرماتے ہیں کہ: بعد اس کے الہام ہوا یٰعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیّ۔ اے عیسیٰ (یہاں

عیسیٰ سے مراد جناب مرزا قادیانی ہیں اس لئے کہ یہ الہام ان پر ہو رہا ہے ان کے متعلق ہے۔(معاذ اللہ))"میں تجھے کامل اجر بخشوں گا نیز فرمایا اے عیسیٰ (مرزا قادیانی) میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔"

خدارا انصاف شرط ہے للہ! کوئی غور کرکے کہ اس مزعومہ الہام میں جبکہ لفظ متوفیک مرزا قادیانی کے لئے استعمال کیا گیا تو الہام ہی میں اس کے معنی "کامل اجر بخشوں گا۔" فرمائے گئے "پوری نعمت دوں گا۔" بتائے گئے اور جب یہی وحی ربانی حضرت عیسیٰ بن مریم کے متعلق قرآن حکیم میں ذکر ہوئی تو مرزا قادیانی ہی کے مزعومہ الہام میں یہ معنی بتائے گئے کہ "وہ فوت ہو چکا ہے۔" وہی لفظ جب مرزا قادیانی کے لئے الہام میں بولا گیا تو الہام کرنے والے نے اور معنی بتائے وہی لفظ بالکل اسی شان سے اسی عبارت میں جب عیسیٰ علیہ السلام کے لئے آیا تو الہام کرنے والا دوسرے معنی بتائے۔ یا تو یہ مرزا قادیانی پر الہام کرنے والا دروغ گورا حافظہ نباشد کا مصداق ہے۔ یا الہام کا مدعی ہی مفتری وکذاب۔

سچے خدا کا الہام ہمیشہ سچا

اس شکل کو دیکھتے ہوئے ہمیں یقین ہے کہ مرزائی صاحبان اپنی آئندہ تحریروں میں "توفی" کے معنی کے متعلق جہاں اور شرطیں لکھتے رہے اب اس شرط کا اضافہ کردیں گے اور یہ لکھیں گے کہ "توفی باب تفعل سے ہونا فاعل اللہ ہو مفعول بہ خاص حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم مسیح ناصری علیہ السلام ہوں تو اس کے معنی موت ہی کے ہوں گے۔" ورنہ اگر وہ یہ شرط نہ لگائیں گے تو ان کے چیلنج کے جواب میں مرزا قادیانی کے مزعومہ الہام (براہین احمدیہ ص۵۱۹، ۵۵۷، خزائن ج۱ ص۶۱۹، ۶۶۴) کو پیش کردیا جائے گا۔ اس لئے کہ مرزا قادیانی کو بھی تو اعجازی کلام کا دعویٰ ہے ہی اور اس کے معنی چونکہ وہیں (بزعم مرزا قادیانی) الہام ہی میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ لہٰذا مرزائیوں کو ان کے ماننے میں انکار بھی نہ ہوگا۔

۲...... حافظ جی نے اپنی اس عبارت میں یہ بھی مان لیا کہ "حیات مسیح مسلمانوں کا رسمی عقیدہ تھا۔ اسی لئے مرزا قادیانی اسے تسلیم کرتے رہے۔"

پس جب حافظ جی کو یہ تسلیم ہے کہ حیات مسیح تمام مسلمانوں کا عقیدہ تھا تو اس میں بھی انہیں تامل نہ ہوگا کہ اس کے بعد (مزعومہ الہام ہی کے ذریعہ سہی) جو عقیدہ ممات مسیح کا سکھایا وہ اس عقیدہ کے خلاف ایک نیا طریقہ تھا۔ اب ہم حدیث شریف میں دیکھتے ہیں کہ پرانے طریقے کے خلاف نیا طریقہ بتانے والے کون ہوتے ہیں اور ہمیں ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔

حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: "ان بین یدی الدجال کذابون ثلثون او اکثر قال ما ایتهم قال ان یاتوك بسنة لم تکونوا علیها یغیرون بها سنتکم ودینکم فاذا رأیتموهم فاجتنبوهم وعادوهم (رواہ الطبرانی عن ابن عمرؓ)" دجال سے پہلے تیس یا زیادہ کذاب ہوں گے۔ ایک صحابی نے پوچھا کہ ان کی نشانی کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے پاس وہ طریقہ لے کر آئیں گے جس پر تم پہلے نہ ہو گے وہ اپنے اس طریقہ سے تمہارے طریقہ اور دین کو بدل ڈالیں گے جب تم انہیں دیکھو تو ان سے بچنا اور ان سے عداوت رکھنا۔ (کنز العمال ج ۷، ص ۱۷۱)

ناظرین! آپ نے دیکھ لیا، سن لیا، حضور ﷺ نے ہمیں ذرا ذرا سی باتوں کی بھی خبریں پہلے ہی سے دے دیں، ہر قسم کی پہچانیں بتا دیں: فهل انتم منتهون!

اب بھی اسی دجالی فتنہ سے نہیں بچو گے؟

حافظ جی کی دو ورقیوں کا جواب مختلف عنوانوں کے ماتحت ختم ہوا۔ ان کا اس دو ورقی میں آخری جھوٹ کہ (حافظ جی کی) "ان تحریروں نے ہمیشہ پریشان کیا ہے۔"

مارشس والوں پر روشن کہ پریشان ہم تھے یا حافظ جی، جواب کا "دندان شکن" ہونا دلائل سے ظاہر۔ بہر صورت ہمیں ان فضولیات سے کچھ سروکار نہیں۔ وہ ہمیں اس سے زیادہ سب وشتم کر لیں لیکن خدارا اللہ جل وعلا ورسول اللہ ﷺ پر حملہ سے باز آئیں۔

باوصف مشاغل کثیرہ چلتے چلتے قلم برداشتہ دو نمبروں کے جواب دے ہی چکا تھا اب کہ جہاز میں سفر کر رہا ہوں، چاروں طرف نصاریٰ کا ہجوم ہے خود میری کیبن میں چار کیتھولک پادری میرے قریب کے کیبن میں پادریوں کا انسپکٹر پروٹسٹنٹ پادری وغیرہ بھی بہت سے آزاد خیال افراد میں بھی بہت سے نچلے...... میرا وہی حال ہے جو مارشس میں تھا چاروں طرف مختلف قسم کے مسائل پوچھنے والے، ہجوم کئے ہوئے اور میں تن تنہا جواب دینے کے لئے۔ یکسوئی کے ساتھ تحریر کی مہلت عنقا، پھر اس پر یہ عجیب ماجرا کہ ایک طرف داہنی آنکھ میں سخت درد، دوسری طرف تکلیف درد۔ معاہ بہ تعالیٰ اسی حالت میں جو کچھ لکھا گیا وہ حاضر۔

مالک عالم کلام میں اثر دے جو ناظرین کے قلوب کو انوار ہدایت سے بھر دے۔ اگر اسے دیکھ کر ایک مرزائی بھی راہ راست پر آ گیا تو یہ بہترین ثمرہ ہوگا۔

مجھے مسودے کو صاف کرنا تو کجا بغور نظر ثانی کی بھی فرصت نہیں۔ اس لئے ناظرین سے التجا ہے کہ اگر کہیں سہو وسستی پائیں معاف فرمائیں اور بالفرض ناقل وکاتب صاحب سے

کتابت میں غلطی ہو تو مجھے ذمہ دار نہ بنائیں بلکہ خود اصلاح فرمالیں، دعائے خیر میں ہمیشہ یاد کرتے رہیں کہ مالک عالم اعدائے دین کی سرکوبی اور دین متین کی صحیح خدمت کے لئے مزید قوت وہمت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین ﷺ وعلیٰ اصحابہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العٰلمین!

محمد عبدالعلیم الصدیقی القادری

کیبن ۲۱۹، ایس ایس جنرل وارڈ...... یکم مئی ۱۹۲۹ء

تقریظ جلیل

صدر الافاضل بدر الاماثل خلیفۂ اعلیٰ حضرت

علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین قادری اشرفی حنفی مرادآبادیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم!

عزیز و محبی حامی دین ناصر شرع متین مولانا الحاج شاہ محمد عبدالعلیم صاحب صدیقی سلمہ العلی الولی وحفظہ من شر کل غوی وایدہ بالاید القوی نے مرزائی کا قلم برداشتہ جواب سفر کی رواروی اور جہاز پر ملاقاتوں کے ہجوم میں ایسا لکھا کہ باید وشاید۔ حقیقت واضح ہوگئی اور مرزائیت کے بطلان کا پردہ فاش ہوگیا۔

مرزائی مبلغ کا رد بحمد اللہ ابلغ وجہ پر ہوا اور مرزائی دین کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں سلامت بیان، روانی مضمون، قوت دلیل، حسن ادا ایک ایک بات قابل تعریف ہے۔ اللہ تعالیٰ جناب مولانا کی اس تحریر کو گم گشتان راہ کے لئے ذریعہ ہدایت بنائے۔ درحقیقت مولانا موصوف اسلام کی بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں اور انہوں نے دور دراز ممالک اور جزائر میں پہنچ کر برو بحر کے سفروں کی صعوبتیں برداشت کرکے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے اپنی خدمتیں وقف کردی ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزاء!

کتبہ العبد المعتصم بحبلہ المتین

محمد نعیم الدین المرادآبادی غفرلہ الہادی!